

## 2 مجموعی رسد

کسی ایک سال کے دوران معیشت میں پیدا ہونے والی تمام مصنوعات اور خدمات کی کل قدر مجموعی رسد کہلاتی ہے۔ اسے خام ملکی پیداوار (جی ڈی پی) سے ظاہر کیا جاتا ہے جو تمام اقتصادی سرگرمیوں سے پیدا ہوتی ہے۔ عام طور پر جی ڈی پی میں نمونہ کسی ملک کی اقتصادی کارکردگی کے پیمانے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بینک دولت پاکستان کی سالانہ رپورٹ میں معیشت کے رسدی پہلو اور طلبی پہلو کو الگ الگ زیر بحث لانے کا یہ پہلا موقع ہے۔

اس طرح ہمارا قاری مجموعی رسد اور طلب کے مابین فرق یعنی پیداواری فرق اور اضافی طلب کو بہتر طور پر سمجھ سکے گا کیونکہ یہ دونوں چیزیں گرانی کی توقعات اور مجموعی اقتصادی استحکام پر اہم مضمرات رکھتی ہیں۔ اس باب میں اجناس کی پیداوار اور شعبہ خدمات میں ہونے والی پیش رفت کا جائزہ لیا گیا ہے، جبکہ اگلا باب بھی رسدی پہلو سے متعلق ہے جس میں پاکستان میں پیداواری عمل میں ایک اہم رکاوٹ یعنی توانائی پر تفصیلی بحث کی جائے گی۔ طلبی پہلو کی حرکیات اور پیداواری فرق باب 4 میں زیر بحث آئیں گے۔

### 2.1 عمومی جائزہ

م 11ء کے دوران معیشت کی کارکردگی معقول رہی، حقیقی جی ڈی پی میں 2.4 فیصد نمو ہوئی تاہم بیشتر نمونہ خدمات کے شعبے میں ہوئی جبکہ اجناس کا پیداواری شعبہ توقع کے مطابق کارکردگی نہ دکھاسکا۔ م 11ء کے دوران زراعت جولائی، اگست 2010ء کے سیلاب سے بری طرح متاثر ہوئی جبکہ توانائی کے شدید بحران سے صنعتی پیداوار میں رکاوٹ پڑی۔

گیس کی رسد میں قلت سے فرمیں خصوصاً ٹیکسٹائل اور کھاد کی صنعتوں میں پیداوار گھٹانے پر سال بھر مجبور رہیں، اور بجلی ساز اداروں نے بھی استعداد سے کم کام کیا۔ اس کے نتیجے میں توانائی کی کمی شدید ہو گئی جبکہ گردش ترے ناقابل برداشت سطح تک پہنچے۔<sup>1</sup>

م 11ء میں توانائی کے شدید مسائل کے ساتھ سیلاب کی وجہ سے معیشت کی رسد میں عارضی قفل بھی پڑتے رہے جنہوں نے اقتصادی سرگرمیوں کو بری طرح متاثر کیا، بالخصوص زریعہ 15 کو ارب ڈالر کا نقصان پہنچا جس میں سے 89 فیصد نقصان فصلوں کا تھا۔ خریف کی کپاس، چاول، گنا اور مکئی جیسی فصلوں کا زریعہ کاشت رقبہ 6.98 ملین ہیکٹر تھا جس میں سے 2.1 ملین ہیکٹر سیلاب سے براہ راست متاثر ہوا۔<sup>2</sup> اس کے لیے حکومت کو متعدد سرکاری ترقیاتی منصوبوں کی رقم تباہی سے نمٹنے اور متاثرین کی بحالی پر خرچ کرنی پڑی۔

خدا ہے کہ عارضی دھچکے کی تلافی کے لیے ترقیاتی سرگرمیوں کی رقم کا یہ انقطاع مستقبل میں پیداواری استعداد کو بری طرح متاثر کرے گا۔ تاہم، نتیجتاً جاری اخراجات بڑھنے سے انتظام عامہ اور دفاع کے اضافہ قدر میں معقول (13.2 فیصد) اضافہ ہوا جس کی وجہ سے شعبہ خدمات م 11ء میں جی ڈی پی کی حقیقی نمونیں اپنا تقریباً 90 فیصد حصہ ڈالنے کے قابل ہوا (دیکھئے جدول 2.1)۔

### 2.2 زراعت

سیلاب سے خصوصاً کپاس اور چاول کی فصلوں کو ہونے والے نقصان<sup>3</sup> کے باوجود م 11ء کے دوران زریعہ شعبے کی نمو 1.2 فیصد رہی جو کہ گذشتہ سال کی نمو سے زائد ہے اور اس کا بنیادی سبب ذیلی شعبہ گہ بانی ہے، اس کے بعد چھوٹی فصلوں اور دو بڑی فصلوں (گنا اور گندم) کا اہم کردار ہے۔

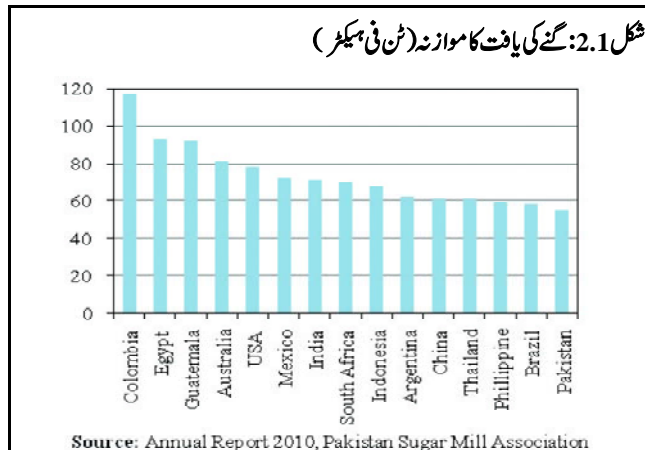
گنے کی پچھلی فصل کو عمدہ قیمت ملی تھی، علاوہ ازیں سازگار موسم اور خام مال کی بروقت دستیابی نے گنے کی پیداوار 55.3 ملین ٹن تک پہنچانے میں مدد دی، یہ حجم 2010ء کی فصل سے 12 فیصد زائد ہے۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ فصل کی یافت بڑھ کر 56 ٹن فی ہیکٹر کی ریکارڈ سطح پر جانچھی ہے، تاہم گنا پیدا کرنے والے دوسرے ملکوں کے مقابلے میں گذشتہ سال کی یافت اب بھی خاصی کم ہے (دیکھئے شکل 2.1)۔

<sup>1</sup> توانائی پر مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے باب 3

<sup>2</sup> ماخذ: پاکستان فلڈز 2010ء، ابتدائی نقصانات اور ضروریات کا تخمینہ مناجاب حکومت پاکستان، عالمی بینک، ایٹھائی ترقیاتی بینک، نومبر 2010ء

<sup>3</sup> اہم فصلوں کے مجموعی اضافہ قدر میں ان دو فصلوں کا حصہ ایک تہائی سے زیادہ ہے۔

| جدول 2.1: خام کھلی آمدنی (1999-2000ء کی مستقل قیمتوں پر)   |         |              |         |         |                                  |
|--|---------|--------------|---------|---------|----------------------------------|
| نمونہ حصہ  |         | نمونہ (فیصد) |         |         |                                  |
| میں 11ء  | میں 10ء | میں 11ء      | میں 11ء | میں 10ء |                                  |
| 0.2  | 2.2     | 0.5          | 4.4     | 4.7     | اجناس کے پیداواری شعبے           |
| 0.3  | 0.1     | 1.2          | 3.8     | 0.6     | زراعت                            |
| -0.3   | -0.2    | -4.0         | 3.7     | -2.4    | اہم فصلیں                        |
| 0.1  | -0.2    | 4.8          | 3.0     | -7.8    | چھوٹی فصلیں                      |
| 0.4  | 0.5     | 3.7          | 4.2     | 4.3     | گلہ بانی                         |
| 0.0  | 0.0     | 1.9          | 2.0     | 1.4     | ماہی گیری                        |
| 0.0  | 0.0     | -0.4         | 2.5     | 2.2     | جنگل بانی                        |
| 0.0  | 2.1     | -0.1         | 4.9     | 8.3     | صنعت                             |
| 0.0  | 0.1     | 0.4          | 2.1     | 2.2     | کان کنی                          |
| 0.5  | 1.0     | 3.0          | 5.6     | 5.5     | اشیاء سازی                       |
| 0.1  | 0.6     | 1.0          | 4.9     | 4.9     | برے پیمانے کی اشیاء سازی         |
| 0.4  | 0.4     | 7.5          | 7.5     | 7.5     | چھوٹی اور گھریلو اشیاء سازی      |
| 0.1  | 0.1     | 4.4          | 4.5     | 4.3     | دیگر                             |
| 0.0  | 0.6     | 0.8          | 3.8     | 28.4    | تعمیرات                          |
| -0.6   | 0.4     | -21.1        | 3.2     | 17.7    | بجلی اور گیس کی تقسیم            |
| 2.2  | 1.5     | 4.1          | 4.7     | 2.9     | خدمات کا شعبہ                    |
| 0.1  | 0.3     | 1.3          | 4.6     | 2.8     | ٹرینپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات |
| 0.7  | 0.8     | 3.9          | 5.1     | 4.6     | تھوک اور خوردہ تجارت             |
| -0.3   | -0.6    | -6.3         | 3.0     | -11.3   | مالیات اور بیمہ                  |
| 0.0  | 0.1     | 1.8          | 3.6     | 3.5     | رہائش کی ملکیت                   |
| 0.8  | 0.2     | 13.2         | 5.0     | 2.5     | انتظام عام و دفاع                |
| 0.8  | 0.9     | 7.1          | 5.0     | 7.8     | سماجی و کمیونٹی خدمات            |
| 2.4  | 3.8     | 2.4          | 4.5     | 3.8     | بی ڈی پی (خالص لاگت پر)          |
| ن = نظر ثانی شدہ = سالانہ ہدف = ع = عبوری                  |         |              |         |         |                                  |
| ماخذ: پاکستان اکنامک سروے 2010-11ء، سالانہ منصوبہ 2010-11ء |         |              |         |         |                                  |



میں 11ء میں گندم کی ریکارڈ فصل 24.2 ملین ٹن ہوئی جو گزشتہ سال کی 3 فیصد کمی کے جواب میں 3.9 فیصد نمو کو ظاہر کرتی ہے۔ گندم کی پیداوار میں اضافے کی وجوہات یہ ہیں: (الف) پانی کی بہتر دستیابی، (ب) سازگار موسم، (ج) مصنوعی کھاد کا اضافی استعمال، اور (د) سیلاب زدہ علاقوں میں مفت بیج کی فراہمی۔

ذیلی شعبہ گلہ بانی کو بھی سیلاب سے نقصانات ہوئے۔ گلہ بانی مجموعی زری شعبے میں 55 فیصد اضافہ قدر کا حامل ہے اور اس میں گلہ بانی کے علاوہ اس کی پیداوار (دودھ، گوشت، کھال، انڈے، اون اور بال) کی قدر بھی شامل ہے۔ تخمینوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس ذیلی شعبے کی نمونہ گزشتہ سال کی نسبت کمی ہوگی 4 تا 5

4 گلہ بانی اور اس کی مصنوعات کا پیداواری تخمینہ حیوان شاریوں کے مابین شرح نمو پر مبنی ہوتا ہے۔ آخری حیوان شاری 2006ء میں ہوئی تھی۔

| جدول 2.2: اہم فصلوں کی کارکردگی                                    |        |        |        |       |
|--|--------|--------|--------|-------|
| سال ہلال موسم 11ء  | م 11ء  | م 11ء  | م 10ء  |       |
| رقبہ (ہزار ایکڑ)   |        |        |        |       |
| کپاس   | 3,106  | 3,200  | 2,627  | -15.4 |
| چاول   | 2,883  | 2,708  | 2,335  | -19   |
| گنا  | 943    | 1,070  | 988    | 4.8   |
| گندم   | 9,132  | 9,045  | 8,804  | -3.6  |
| پیداوار (ہزار ٹن، کاشن ہزار گائیکوں میں، فی گائیکہ 170.09 کلوگرام) |        |        |        |       |
| کپاس   | 12,913 | 14,010 | 11,600 | -10.2 |
| چاول   | 6,883  | 6,176  | 4,823  | -29.9 |
| گنا  | 49,373 | 53,690 | 55,309 | 12    |
| گندم   | 23,311 | 25,000 | 24,214 | 3.9   |
| یافت (کلوگرام فی ہیکٹر)  |        |        |        |       |
| کپاس   | 707    | 745    | 725    | 2.5   |
| چاول   | 2,387  | 2,228  | 2,039  | -14.6 |
| گنا  | 52,357 | 51,000 | 55,981 | 6.9   |
| گندم   | 2,553  | 2,764  | 2,750  | 7.7   |
| ع: مجموعی، ہ: ہدف  |        |        |        |       |
| ماخذ: پاکستان اکنامک سروے 2010-11ء اور سالانہ منصوبہ 2010-11ء      |        |        |        |       |

شعبہ کی مجموعی کارکردگی کے لیے درکار ضروریات اس طرح پوری ہو جائیں گی۔

چھوٹی فصلیں (جوزری قدر اضافی میں 11 فیصد حصے کی حامل ہیں) م 11ء میں کچھ بحال ہوئیں جو کہ متوقع بھی تھا، کیونکہ سیلاب کے بعد روایتی بڑی فصلوں کے مقابلے میں چھوٹی فصلوں (سبزیاں، دالیں وغیرہ) کی کاشت بے حد نفع بخش رہتی ہے۔

م 11ء کے دوران زرعی شعبہ کی بحیثیت مجموعی کارکردگی پر انداز ہونے والے بعض اہم واقعات درج ذیل ہیں:

سب سے اہم واقعہ م 11ء کے آغاز میں سیلاب کی آمد ہے۔ یہ سیلاب انسانی زندگی کے لیے بحران کے ساتھ ساتھ 5 ذرائع آمدنی اور اثاثوں کے لیے بھی تباہی لایا۔ زرعی شعبے کے لیے یہ مسئلہ بہت محنت طلب تھا اور معاملہ محض چاول اور کپاس کی تیار فصلوں کا نہیں تھا جو بری طرح متاثر ہوئیں (اور بعض صورتوں میں مکمل طور پر تباہ ہو گئیں) بلکہ خدشہ تھا کہ تباہی فصلوں کے اگلے سیزن تک برقرار رہ سکتی ہے کیونکہ متاثرہ اراضی سیم زدہ ہو گئی، اور جو اراضی خشک ہو بھی گئی

وہاں بیج بروقت دستیاب نہ ہو سکے۔<sup>6</sup> ڈونزداروں کے پرجوش تعاون سے حکومت ان نقصانات کو محدود رکھنے میں کامیاب ہوئی، نیز کاشت کاروں نے بھی اس سرگرمی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا خصوصاً ان علاقوں میں جہاں غذائی فصلوں کی قلت تھی وہاں انہوں نے اراضی کو فصل کے لیے تیار کر لیا۔ کاشت کاروں کی محنت کے نتائج گندم اور گنے دونوں فصلوں کے نمایاں نفع کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

تاہم سیلاب کے بعد متوسط اور بڑے زمین دار غیر معمولی سماجی تحفظ کا شکار ہو گئے، ان کی لاکھوں روپے کی فصلیں تباہ ہو چکی تھیں لیکن معاشرے میں سفید پوشی کا بھرم رکھنے کی بنا پر بے زمین ہاریوں اور چھوٹے کاشت کاروں کے ساتھ جا کھڑا ہونا، یا حکومت اور دیگر غیر سرکاری اداروں سے (مفت بیج اور کھاد کی شکل میں) مدد وصول کرنا ان کے لیے دشوار تھا۔

م 11ء کے بیشتر عرصے کے دوران ایک اور اہم پیش رفت کپاس کے نرخوں میں تیز رفتار اضافہ تھا جس نے سیلاب سے کاشتکاروں کے ہونے والے نقصانات کی بخوبی تلافی کر دی۔<sup>7,8</sup> دیہی علاقوں کی آمدنیوں میں تفاوت کا بڑھ جانا اجناس کے بلند نرخوں کا ایک ممکنہ منفی پہلو ہے۔ اجناس کی منڈی میں جم کر بیٹھے بڑے کاشت کاروں اور تاجروں نے نرخوں میں اس اضافے کے سبب زیادہ فائدہ سمیٹے جبکہ چھوٹے کسان پیچھے رہے۔ مزید برآں، یہ سوال بھی شد و مد کے ساتھ اپنی جگہ موجود ہے کہ سب سے زیادہ متاثرہ بے زمین ہاریوں کو ان بلند نرخوں کا کس حد تک فائدہ پہنچا۔

حکومت نے م 12ء کے لیے زرعی نمونہ کا ہدف 3.4 فیصد مقرر کیا ہے جو م 11ء میں محصولہ ہدف 1.2 فیصد سے کافی بلند ہے۔<sup>9</sup> تازہ ہدف کے حصول میں کئی رکاوٹیں حائل ہیں:

5 اکنامک سروے آف پاکستان 2010-11ء کے مطابق سیلاب سے 1700 سے زائد افراد جاں بحق ہوئے، 20 لاکھ بے گھر ہوئے، 20 فیصد سے زائد رقبہ متاثر ہوا۔ سیلاب سے انفراسٹرکچر، مکانات، زراعت، گلہ بانی اور دیہی گھرانوں کے دیگر اثاثوں کے زیاں کی شکل میں اربوں ڈالر کا نقصان اُلگ ہوا۔

6 سیلاب سے وہ بیج بھی تباہ ہو گئے جو کسان گندم کی عموماً گلی بوائی کے لیے ذخیرہ کر لیتے ہیں۔ مزید برآں، جنہوں نے بیج بچا لیے تھے وہ متبادل غذا کی قلت کے پیش نظر انہیں کھانے پر مجبور ہو گئے۔

7 اکنامک سروے آف پاکستان 2010-11ء کے مطابق اہم فصلوں کے بلند نرخوں کی وجہ سے صرف 2010-11ء کے دوران 342 ارب روپے کی آمدنی دیہی علاقوں کو منتقل ہو گئی۔ اس کے برعکس سیلاب سے فصلوں کو تقریباً 282 ارب روپے کا نقصان ہوا۔

8 مارچ 2011ء میں کپاس کے بیجوں کی فی کلوگرام قیمت 5,200 روپے تک جا پہنچی جو مارچ 2010ء میں 2,300 روپے تھی۔

9 دیکھئے پاکستان کا سالانہ منصوبہ 2011-12ء، منصوبہ بندی کمیشن، حکومت پاکستان۔

### خام مال کے نرخوں میں تیزی سے اضافہ

کاشت کار ابھی سیلاب کے اثرات سے پوری طرح نہیں نکل پائے تھے کہ خام مال خصوصاً یوریا، کیڑے مار دواؤں اور ڈیزل کے نرخ تیزی سے بڑھ گئے۔ ڈیزل کا نرخ جون 2010ء میں 75.7 روپے لٹر تھا جو جون 2011ء میں 94.1 روپے ہو گیا۔ یوریا کی قیمت میں اضافہ زیادہ نمایاں تھا، یوریا کا 50 کلوگرام تھیلا نومبر 2010ء میں 850 روپے کا تھا جو غیر رسمی منڈی میں اگست 2011ء میں اندازاً 1800 روپے اور نومبر میں 1500 روپے میں فروخت ہوا۔<sup>10</sup> یوریا کی بروقت دستیابی سے متعلق تشویش نے بھی مسئلے کو دو چندان کر دیا۔<sup>11</sup>

آمدنی گٹ جانے کے خطرے سے دوچار کاشت کاروں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ بوائی کے موسم سے پہلے گندم کی سرکاری قیمت بڑھائی جائے۔ چنانچہ حکومت نے گندم کی سرکاری قیمت 100 روپے بڑھا کر 1,050 روپے فی 40 کلوگرام کرنے کا فیصلہ کیا جو اکتوبر 2008ء میں مقرر کی گئی تھی، اور یہ عالمی منڈی میں موجودہ قیمت سے خاصی زائد ہے۔ چنانچہ گندم کی سرکاری قیمت جوں کی توں رہے تو مئی 12ء کا 25 ملین ٹن برف پورا کرنا مشکل ہوگا، جبکہ سرکاری قیمت بڑھانے سے حکومت کو بھاری مالیاتی بوجھ برداشت کرنا پڑے گا اور کمرشل بینکوں (جو اجناس کی خریداری کے لیے مالکاری کرتے ہیں) کی مزاحمت کا بھی سامنا کرنا ہوگا۔

### ایک اور سیلاب

بدقسمتی سے ملک رواں سال ایک اور سیلاب کا شکار ہو گیا جس کے زیادہ تر تباہ کن اثرات وسطی اور زیریں سندھ پر ہیں۔ حالیہ سیلاب سے زندگیوں کے بھاری اتلاف کے علاوہ انفراسٹرکچر، میوشینوں اور فصلوں کو بھی خاصا نقصان پہنچا اور سب سے زیادہ کپاس کی فصل متاثر ہوئی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ سیلاب سے قبل کپاس کی فصل سے خاصی توقعات وابستہ تھیں جس کی متعدد وجوہات تھیں: (الف) کپاس کی بلند قیمت کے پیش نظر سندھ اور پنجاب میں کسانوں نے زیادہ وسیع رقبے پر کپاس کاشت کی تھی،<sup>12</sup> (ب) گزشتہ سال پنجاب کی فصل کو جس ”کائن لیف کرل وائرس“ (سی ایل سی وی) نے نقصان پہنچایا تھا وہ اس سال فصل سے دور رہا، اور (ج) کپاس کی یافت بڑھانے کے لیے حکومت نے بی ٹی کاٹن کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی تھی (دیکھئے باکس 2.1)۔<sup>13</sup> لہذا مئی 12ء کے لیے کپاس کی پیداوار کا ابتدائی تخمینہ تقریباً 15 ملین گانٹھیں تھا،<sup>14</sup> تاہم سیلاب عمدہ فصل کی ان توقعات کو بہا کر لے گیا اور اپنے پیچھے ایک مالا جلا منظر نامہ چھوڑ گیا۔

### باکس 2.1: پاکستان میں بی ٹی کپاس

بی ٹی کپاس ایک جین Bacillus thuringiensis کی soil bacterium سے منتقلی کے ذریعے تیار کی جا رہی ہے۔<sup>15</sup> اس جین کی خاصیت یہ ہے کہ کپاس کی فصل میں تین سنڈیوں یعنی چٹکیری سنڈی، گلابی سنڈی اور امریکی سنڈی کے حملے کے خلاف مزاحمت بڑھ جاتی ہے۔<sup>16</sup>

حکومت پاکستان نے جینیاتی طور پر تبدیل شدہ (جی ایم) کپاس 2010ء کے خریف سیزن سے متعارف کرائی، چنانچہ بی ٹی کپاس کی دس اقسام کے تصدیق شدہ بیج اور ایک دولی قسم کے بیج تقسیم کیے گئے۔<sup>17</sup>

جی ایم بیج تیار کرنے کا کام اگرچہ 1997ء میں شروع ہو گیا تھا تاہم تصدیق شدہ جی ایم بیجوں کے تجارتی استعمال میں تاخیر کی وجہ سے بی ٹی کپاس کی مختلف اقسام کے بیج 2000ء سے بے ضابطہ طور پر استعمال کیے جا رہے تھے۔ اس دوران بی ٹی کپاس کے غیر تصدیق شدہ بیجوں کا استعمال بہت زیادہ بڑھ گیا، حتیٰ کہ 2009ء کے آٹے آتے کپاس 70 فیصد زیر کاشت رقبہ پر بیجی اقسام استعمال کرنے لگا۔<sup>20</sup>

10 حکومت نے مارچ 2011ء میں زرعی خام مال مثلاً کھاد، کیڑے مار دواؤں اور ٹریکٹر پر سبزی ٹیکس بھی عائد کر دیا۔

11 کھاد ساز کارخانوں کے لیے گیس کی شدید قلت کی وجہ سے یہ کارخانے ایک طرف اپنی پوری استعداد پر کام نہ کر سکے، دوسرے یوریا کی درآمد میں خاصی تاخیر، اور قیمت بڑھنے کی توقع پر اس کے ذخیرے کی ترغیب سے یوریا کی بروقت دستیابی کا معاملہ بھی خاصا تشویش ناک ہو گیا (مزید تفصیل کے لیے باب 9 کا کھاد پرکشن ملاحظہ کیجیے)۔

12 مئی 12ء میں پنجاب اور سندھ دونوں میں کپاس کی بوائی برف سے آگے نکل گئی۔ اس کے برعکس مئی 11ء کے دوران سندھ میں کپاس کی بوائی کا 80 فیصد برف پورا ہوا تھا۔

13 بی ٹی کپاس کی یافت کپاس کی روایتی اقسام سے 35 فیصد زیادہ ہے۔

14 آخری بار 2004-05ء کے سیزن میں کپاس کی بلند پیداوار ہوئی تھی جو 14.26 ملین گانٹھیں تھی۔

15 Bacillus thuringiensis نامی جین کرائے پروٹین (Cry protein) پیدا کرتا ہے جو کہ پتلی، قتل، ہٹل، اور مکھیوں کے لاروا کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس پودے کو کھانے سے اس کا زہر ان کیڑوں کے جسم میں داخل ہو کر ان کے پیٹ کو زبردست نقصان پہنچاتا ہے، ان کا نظام انہضام متاثر ہو جاتا ہے اور یہ صورتحال بالآخر کیڑے کی موت پر منتج ہوتی ہے۔

16 بی ٹی جین کی منتقلی سے فصل کی یافت براہ راست نہیں بڑھتی بلکہ کیڑوں کے حملے کی مزاحمت بڑھ جانے سے پیداوار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

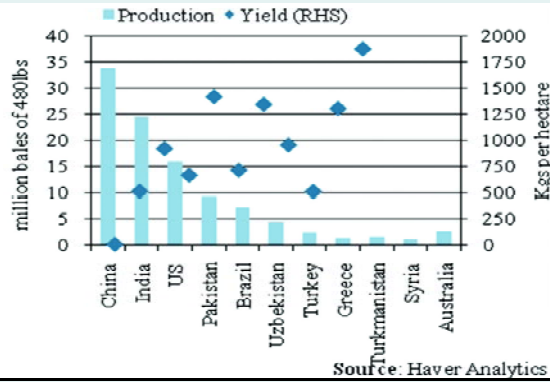
17 ماخذ: پاکستان اکنامک سروے 2010-11ء صفحہ 33

18 ماخذ: نازی ایچ، سارکر آر، وغیرہ (2010ء)

19 جی اے (2005ء) کے مطابق بی ٹی کپاس کی اولین کاشت کاری 2000ء میں عمرکوٹ (سندھ) میں ہوئی تھی۔

20 دیکھئے کیرویل (2009ء)۔

شکل 2.2: کپاس کی پیداوار اور یافت (5 سالہ اوسط)



Source: Haver Analytics

پاکستان میں ان کیڑوں پر قابو پانا اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہاں کپاس کی یافت دیگر ملکوں (مثلاً چین، برازیل، ترکی) سے بہت کم ہے، حالانکہ پاکستان کپاس پیدا کرنے میں دنیا بھر میں چوتھے نمبر پر ہے (دیکھئے شکل 2.2)۔ کم یافت کی اہم وجہ یہ ہے کہ سخت جان کیڑے فصل پر حملہ آور ہوتے ہیں اور کپاس کے بیج غیر معیاری ہوتے ہیں 21 چنانچہ کیڑوں کی مزاحمت کرنے والے بیجوں کی آمد سے ملک میں کپاس کی پیداوار پر خاصے مثبت اثر کی امید ہے۔

بی ٹی کپاس کے بیج استعمال کرنے کا کسانوں کو فوری فائدہ یہ ہوا کہ کیڑے مار دواؤں پر ان کے اخراجات گھٹ گئے اور فصل میں سنڈیاں پیدا نہیں ہوئیں، تاہم یہ مخصوص قسم کے بیج منگنے ہیں اور انہیں زیادہ پانی اور یوریا کی ضرورت ہوتی ہے۔ پاکستان میں بی ٹی کپاس اور عام کپاس کی پیداوار کا موازنہ کرنے کے لیے کئی مطالعے کیے گئے ہیں، ان مطالعوں کے طے شدہ نتائج سامنے آئے۔ حتیٰ (2005ء) کا کہنا ہے کہ بی ٹی کپاس کی پیداوار روایتی کپاس سے کم رہی۔ اس کے برعکس نازلی وغیرہ (2010ء) اور عبداللہ (2010ء) کا مشاہدہ ہے کہ بی ٹی کپاس کی موجودہ غیر منظور شدہ اقسام عمدہ پیداوار دیتی ہیں۔ تاہم ان مطالعوں میں تسلیم کیا گیا ہے کہ پاکستان میں کاشت کار بی ٹی کپاس کا پورا فائدہ نہیں اٹھا رہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ:

- 1۔ نجی شعبے کے مختلف زرعی ماہرین نے کپاس کی مقامی اقسام میں بی ٹی کے خواص منتقل کر کے بی ٹی کی اقسام تیار کی تھیں جنہیں کسی ری ضوابطی فریم ورک کے بغیر تقسیم کیا گیا ہے چنانچہ ان بیجوں کے معیار پر تنقید پائی جاتی ہے۔
- 2۔ کپاس کے بیجوں کی بیماری (سی ایل سی وی) کے ساتھ ساتھ رس چوسنے والے کیڑے (میلی بگ، جیسڈ اور سفید کیڑی) پاکستانی کپاس کے لیے اب بھی بڑا مسئلہ بنے ہوئے ہیں، ان امراض کی مزاحمت کرنے والی کوئی کپاس فی الحال دستیاب نہیں ہے۔ 22
- 3۔ کپاس میں مزاحمت لانے کا کوئی منصوبہ موجود نہیں ہے۔ کاشت کاروں سے کہا جاتا ہے کہ وہ بی ٹی کپاس کی فصل کے ساتھ ساتھ ایک قطعہ رگیں (جہاں کپاس کی روایتی اقسام یا دوسری کوئی فصل ہو) تاکہ ایک خاص عرصے کے دوران کیڑوں میں قوت مزاحمت دوبارہ پیدا نہ ہو جائے۔

حوالہ جات:

- Abdullah A. (2010). An Analysis of Bt Cotton Cultivation in Punjab, Pakistan Using the Agriculture Decision Support System (ADSS). AgBioForum, 13(3): 274-287.
- Carroll, J. (2009). Pakistan annual cotton report (Global Agricultural Information Network Report). Washington, DC: USDA Foreign Agriculture Service.
- Government of Pakistan (2011). Pakistan Economic Survey (2010-2011), Federal Bureau of Statistics, Government of Pakistan.
- Hayee, A. (2005). Cultivation of Bt cotton: Pakistan's experience. Islamabad, Pakistan: ActionAid.
- Nazli H., Sarker R., Meilke K, and Orden D. (2010). Economic Performance of Bt Cotton Varieties in Pakistan. Selected Paper prepared for presentation at the Agricultural and Applied Economics Association's 2010 AAEA, CAES & WAEA Joint Annual Meeting, Denver, Colorado, July 25-27, 2010.
- Rao, Ijaz Ahmad (2006). First Bt Cotton Grown in Pakistan. Pak Kissan, 17 March 2006.
- <http://www.pakissan.com/english/advisory/biotechnology/first.bt.cotton.grown.in.pakistan.shtml>.
- Salam, A. 2008. Production, Prices and Emerging Challenges in the Pakistan Cotton Sector. In Cororaton, Caesar B. et al. ed.) Cotton-Textile-Apparel Sectors of Pakistan: Situation and Challenges Faced. IFPRI Discussion Paper 00800. Washington, D.C.

سندھ میں کپاس کی کاشت کے اہم علاقے (مثلاً ساگھڑ، میرپور خاص، مینظیر آباد، ٹنڈو محمد خان، اور ٹنڈوالہ یار) سیلاب سے بری طرح متاثر ہوئے (دیکھئے باکس 2.2)۔ اس کے علاوہ زبردست بارشوں سے جنوبی پنجاب میں بھی نقصانات ہوئے ہیں تاہم جنوبی سندھ کے بعض علاقوں میں مون سون بارشوں کے آغاز سے پہلے کسان کپاس کی پہلی چٹائی مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ م س 12ء کا کپاس کا پیداواری ہدف چونکہ پہلے ہی خاصی احتیاط سے مقرر کیا گیا تھا 23 اس لیے سیلابی نقصانات کے باوجود اب بھی قابل حصول ہے۔

2010ء کے غیر معمولی سیلاب سے یہ بات واضح ہے کہ شدید بارشیں نہ ہونے کی صورت میں بھی پاکستان اب سیلابی ریلے آنے کے خطرات سے پہلے سے زیادہ دوچار ہے۔ سیلاب سے تحفظ کا انفراسٹرکچر (دیرپائی پشتے، حفاظتی دیواریں اور برساتی نالے) گزشتہ سال کے سیلاب سے بری طرح متاثر ہوا تھا اور اب بھی اس کی مرمت کی ضرورت ہے۔ چونکہ زرعی شعبے کا دیہی ملازمتوں، غربت میں کمی، ترقیاتی اشاریوں اور ترقی کے امکانات پر نمایاں اثر ہوتا ہے اس لیے دیہی انفراسٹرکچر کی بحالی نہایت اہم ہے۔

21 سلام (2008ء) نے پاکستان میں 1991ء تا 2005ء کے دوران کپاس کی یافت کے رجحانات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ کپاس کی یافت اور ملکہ پیداواری نقصان میں اتار چڑھاؤ پر اثر انداز عوامل میں ایک اہم عامل کیڑوں کا حملہ ہے۔ کسی عام سال میں نقصانات کا تخمینہ 5 سے 10 فیصد ہے، جس سال فصل خراب ہو جائے اس سال نقصانات کا تخمینہ 30 سے 40 فیصد ہے۔

22 دیکھئے کیروں (2009ء)۔

23 م س 12ء کے لیے زرعی نمونے 3.4 فیصد ہدف میں کپاس کی رواں سیزن کی فصل کا مفروضہ حیران کن حد تک بہت کم یعنی 12.8 ملین گاٹھیں ہے۔

| جدول 2.3: سندھ کی اہم فصلیں (5 سالہ اوسط) |            |        |                        |  |
|---|------------|--------|------------------------|--|
| کپاس                                      | سندھ       | مجموعہ | مجموعہ میں سندھ کا حصہ |  |
| پیداوار                                   | ہزار گنا   | 12,453 | 23.8                   |  |
| رقبہ                                      | ہزار ہیکٹر | 602    | 19.9                   |  |
| گنتا                                      |            |        |                        |  |
| پیداوار                                   | ہزار ٹن    | 13,875 | 26.4                   |  |
| رقبہ                                      | ہزار ہیکٹر | 241    | 23.4                   |  |
| چاول                                      |            |        |                        |  |
| پیداوار                                   | ہزار ٹن    | 2,052  | 33.8                   |  |
| رقبہ                                      | ہزار ہیکٹر | 645    | 23.8                   |  |
| پیار                                      |            |        |                        |  |
| پیداوار                                   | ہزار ٹن    | 688    | 37                     |  |
| رقبہ                                      | ہزار ہیکٹر | 53     | 38.3                   |  |
| مرچ                                       |            |        |                        |  |
| پیداوار                                   | ہزار ٹن    | 123    | 89.7                   |  |
| رقبہ                                      | ہزار ہیکٹر | 55     | 85.2                   |  |
| نماری                                     |            |        |                        |  |
| پیداوار                                   | ہزار ٹن    | 80     | 15.8                   |  |
| رقبہ                                      | ہزار ہیکٹر | 11     | 21.4                   |  |
| ماخذ: پاکستان زرعی سروے، 2009-10ء         |            |        |                        |  |

## 2.2: سندھ میں حالیہ سیلاب اور زراعت پر اس کے اثرات

پاکستان 2010ء کے سیلاب کے اثرات سے نکل ہی رہا تھا کہ اگست 2011ء میں ایک اور سیلاب نے اسے آگیا۔ گزشتہ سال دریاؤں کی طغیانی نے تباہی مچائی تھی، اس بار سندھ کے مخصوص علاقوں میں غیر معمولی بارشوں نے وہی حالات پیدا کر دیے۔

خیبر پختونخوا اور پنجاب میں بھی زوردار بارشیں ہوئیں تاہم زیادہ تباہی سندھ کے وسطی اور جنوبی حصوں میں آئی، خاص کر مٹی، میر پور خاص، ڈیپلو، چھاچھر ونگر پارکر، بینظیر آباد، بدین، چھور، پٹن، ساکنڈ، نوشہرہ فیروز، اور دادو میں اگست اور ستمبر 2011ء کے دوران ریکارڈ بارشیں ہوئیں۔

جنوبی سندھ کا میدانی علاقہ نسبتاً نشیب و فراز والا ہے چنانچہ بارشوں سے ٹنڈو محمد خان اور بدین کا خاصہ رقبہ زیر آب آ گیا۔ لیٹ پیٹ آؤٹ فال ڈرین 24 میں شگانوں کی وجہ سے صورتحال زیادہ سنگین ہو گئی اور چانوں کے زریاں اور اہلاک، زرعی پیداوار اور مویشیوں کے وسیع نقصانات کی باعث بنی۔ شدید بارشوں سے ضلع قمر پارکس متاثر ہوا جو ریگستانی علاقہ ہے، وہاں خوش قسمتی سے بارش کا پانی ریت میں جذب ہوتا رہا۔

جہاں تک زرعی پیداوار کے نقصانات کا تعلق ہے تو اس مرحلے پر کوئی تخمینہ دینا قبل از وقت ہوگا، تاہم سندھ میں خریف کی اہم فصلوں کی چندہ چیدہ معلومات (دیکھئے جدول 2.3) سے سیلاب کے ممکنہ اثرات پر روشنی پڑتی ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اگست اور ستمبر عموماً کپاس، چاول اور دیگر فصلوں کی کٹائی کے مہینے ہوتے ہیں۔ جنوبی سندھ کے بعض علاقوں کے کاشت کاروں نے کپاس کی پہلی چٹائی مون سون بارشوں سے پہلے مکمل کر لی تھی۔ 25 اسی طرح دوسرے علاقوں میں خریف کی ہزریاں کافی جا چکی تھیں اور ریت کی ہزریاں بوائے جانے کا وقت آچکا تھا۔

کپاس کو سیلاب سے تباہی کا سب سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ کپاس کو زیادہ تر نقصانات میر پور خاص، بینظیر آباد، ساکنڈ، گھوگی، ٹنڈو محمد خان اور ٹنڈوالہ پار میں ہوئے۔

چاول کی فصل کو نقصانات زیریں سندھ میں بدین اور ٹنڈو تک محدود رہے، خوش قسمتی سے سندھ کا لگ بھگ 70 فیصد چاول بالائی سندھ (مثلاً کشمور، جیکب آباد، شکار پور، لاڑکانہ) میں پیدا ہوتا ہے جہاں بارش کم ہوئی۔ تو قے ہے، اس مرحلے پر ان علاقوں میں بارش سے فصل کی یافت زیادہ ہوگی جس سے زیریں سندھ میں ہونے والے نقصانات کی تلافی ہو جائے گی۔

جہاں تک گنے کا تعلق ہے تو گنا پیدا کرنے والے تقریباً تمام بڑے اضلاع 26 سیلاب سے متاثر ہوئے، تاہم فصل کو نقصانات کم رہنے کی توقع ہے کیونکہ دوسری فصلوں کی نسبت گنا سیلاب سے مزاحمت کر سکتا ہے، نیز بارش کا پانی گنے کا رس بڑھا کر اس کے وزن میں اضافہ کر دیتا ہے۔

سندھ میں پیاز، نماری، مرچ جیسی بعض چھوٹی فصلوں کو بھی نقصانات ہوئے۔ پاکستان میں مرچ کی 65 فیصد سے زائد پیداوار مجموعی طور پر میر پور خاص، بدین اور ٹنڈو میں ہوتی ہے۔ 27 ہزریوں کی بیشتر فصل بارشوں سے پہلے کٹی گئی تھی تاہم سیلاب نے فصل کو نقصان پہنچایا اور خدشہ ہے کہ ریت کی ہزریوں کی بوائی تاخیر سے ہوگی۔ ملک میں کیلے کی تقریباً 70 فیصد پیداوار خیبر پور، ٹنڈو، بینظیر آباد، میانمار، نوشہرہ فیروز اور ساکنڈ میں ہوتی ہے اور یہ تمام علاقے سیلاب سے متاثر ہوئے۔

اس سیلاب کے علاوہ مویشیوں اور پالتو جانوروں کو بھی خاصا نقصان پہنچایا۔ این ڈی ایم اے کے مطابق سیلاب کے باعث سندھ میں 15 ہزار سے زائد مویشی ہلاک ہوئے، تاہم مجموعی ڈی ڈی پی پر اس کے اثرات معمولی ہوں گے کیونکہ ذیلی شعبہ گلابانی کا اضافہ قدرتی جانوروں کے مابین شرح افزائش کی بنیاد پر معلوم کیا جاتا ہے اور گزشتہ حیوان شماری 2006ء میں ہوئی تھی۔

حوالہ جات:

Suparco (2011). Pakistan Satellite-based Crop Monitoring System Bulletin issued by Suparco, Vol. 1, Issue 9.  
Government of Pakistan (2009). Crop Area and Production (by Districts) 2007-08 - 2008-09, Ministry of Food and Agriculture, Islamabad.  
Government of Pakistan (2011). Pakistan Annual Plan 2011-12, Planning Commission, Islamabad.

## کپاس کے نرخوں میں کمی

کپاس کے کاشت کاران کو سیلاب سے ہونے والی تباہی برداشت کرنے کے ساتھ ساتھ مارچ 2011ء سے ایک اور خطرے کا سامنا ہے یعنی عالمی اور ملکی منڈی میں نرخوں کا

24 نہروں کے خالص پستوں میں بڑے شگانوں کے واقعات ان شہروں میں پیش آئے: بدین، میر پور خاص، ٹنڈو محمد خان، ٹنڈوالہ پار اور ساکنڈ۔

25 اس کا مطلب ہے کہ کاشت کا فصل کا 15 سے 20 فیصد پہلے ہی کاٹ چکے تھے۔

26 بدین، ٹنڈو، میر پور خاص، ٹنڈو محمد خان، ٹنڈوالہ پار، نوشہرہ فیروز، اور بینظیر آباد۔

27 ضلع ٹنڈو کوٹ کا چھوٹا سا قصبہ کنڑی سرخ مرچوں کی پیداوار کے لیے مشہور ہے۔

| جدول 2.4: منتخب صنعتوں میں استعداد کا استعمال |            |       |       |       |       |               |            |       |       |       |
|---|------------|-------|-------|-------|-------|---------------|------------|-------|-------|-------|
| فیصد  |            |       |       |       |       |               |            |       |       |       |
| صنعت  | تطبیقی وزن | م 08ء | م 09ء | م 10ء | م 11ء | صنعت          | تطبیقی وزن | م 08ء | م 09ء | م 10ء |
| غذائی   | 19.1       |       |       |       |       | دھات          | 4.7        |       |       |       |
| خوردنی تیل و گھی                              |            | 46.9  | 44.6  | 45.6  | 46.3  | کونکر         |            | 30.0  | 43.7  | 35.3  |
| شکر   |            | 61.9  | 41.7  | 41.1  | 54.5  | خام لوہا      |            | 80.8  | 64.3  | 39.3  |
| پانی  |            | 17.0  | 17.0  | 16.6  | 18.0  | فولادی سلائیں |            | 67.5  | 45.6  | 39.1  |
| پیٹرولیم مصنوعات                              | 7.0        | 88.7  | 82.2  | 74.6  | 67.8  | کیمیکل        | 3.8        |       |       |       |
| سینٹ  | 5.5        | 81.5  | 75.0  | 76.3  | 76.2  | دھوپ سوڈا     |            | 75.5  | 74.6  | 41.9  |
| گاڑیاں  | 5.3        |       |       |       |       | سوڈا الیش     |            | 82.4  | 82.5  | 80.6  |
| کاریں   |            | 59.9  | 30.7  | 44.2  | 48.7  | برقی اشیا     | 3.3        |       |       |       |
| ایلی سی وی/جیپ                                |            | 57.4  | 42.7  | 42.4  | 50.1  | ایئر کنڈیشنر  |            | 45.6  | 21.6  | 33.9  |
| بس  |            | 22.9  | 13.1  | 12.6  | 9.8   | ڈیپ فریزر     |            | 21.8  | 19.8  | 24.4  |
| ٹک  |            | 17.5  | 11.0  | 12.0  | 9.9   | ریفریجریٹر    |            | 33.7  | 31.3  | 35.6  |
| ٹریکٹر  |            | 82.5  | 92.5  | 110.4 | 109.0 | ٹی وی سیٹ     |            | 28.6  | 16.1  | 13.7  |
| دو یا تین پہیوں والے                          |            | 58.8  | 51.0  | 77.2  | 91.0  | اوسط          |            | 55.6  | 48.2  | 47.2  |
| کھاد  | 4.5        | 116.3 | 117.2 | 99.7  | 93.6  |               |            |       |       | 46.4  |

استعداد کے اعداد و شمار کے ماخذات: پی وی ایم اے (تیل و گھی)، پی ایس ایم اے (شکر)، پی ایف ایم اے (پانی)، او ای سی (پیٹرولیم مصنوعات)، ای سی ایم اے (سینٹ)، اکنامک سروے آف پاکستان (آٹو)، این ایف ڈی سی اور کمپنیاں (کھاد)، پاکستان اسٹیل اور ای ڈی بی (دھات)، کمپنیاں (کیمیکل، کھاد، ایم ایم یارن)، اور پی ای ایم اے (برقی اشیا)

تیزی سے گرنا۔<sup>28</sup> خدشہ ہے کہ کاشت کاران اپنی پیداواری لاگت بھی نہیں نکال پائیں گے۔<sup>29</sup> اگرچہ کپاس کی فصل تباہ ہونے کی اطلاعات سے کپاس کے نرخ عالمی اور ملکی منڈی میں چڑھ گئے تاہم کمزور عالمی معیشت سے اجناس کے نرخ ٹنچلی سطح پر ہیں۔ جہاں تک عالمی نرخوں کا تعلق ہے تو ان میں تیزی سے مزید کمی کی امید نہیں کیونکہ نرخ بظاہر مستحکم حالت میں آچکے ہیں۔

### 2.3 بڑے پیمانے کی اشیا سازی

مالی سال 10ء میں عالمی معیشت میں جو معمولی سی بحالی آئی تھی وہ بہت مختصر جلی، اور اس کے بعد اشیا سازی کے شعبے کے لیے مالی سال 11ء ایک اور ہراساں ثابت ہوا۔ ایک طرف سیلاب نے صنعتی اشیا کی رسد کے راستے توڑ پھوڑ دیے اور دوسری طرف بجلی اور قدرتی گیس کی شدید قلت نے کئی (مثلاً ٹیکسٹائل، مصنوعی کھاد، فولاد، شیشہ وغیرہ) اہم صنعتوں کو منصوبے کے مطابق چلنے نہ دیا۔ صنعتیں گزشتہ مسلسل تین سال سے استعداد کے مطابق کام نہیں کر پار ہیں، جیسا کہ جدول 2.4 سے ظاہر ہے۔<sup>30</sup>

اس کے علاوہ شعبہ اشیا سازی پر عائد بلند ٹیکسوں، پیٹرولیم مصنوعات کی تقسیم اور فولاد کی پیداوار میں سیالیت کی وجہ سے رکاوٹوں کے سبب اقتصادی سرگرمیاں ماند پڑ گئیں۔ نیز ملکی اور برآمدی دونوں منڈیوں میں شدید مسابقت کی وجہ سے بعض صنعتوں کا منڈی میں حصہ گھٹ گیا۔ آخری بات یہ کہ سرمایہ کاری کی گھٹتی ہوئی طلب کے عالم میں سرمایہ جاتی اشیا کی پیداوار کو اس سال ایک بڑی رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ بحیثیت مجموعی بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو گرا کر ایک فیصد رہ گئی جو م 01ء سے م 08ء تک کی اوسط نمو 7 فیصد سے زائد کے مقابلے میں خاصی کم ہے۔

<sup>28</sup> کاشت کاروں کو 2010ء کے رکاز نرخوں کی بنا پر پیداوار بڑھانے کی ترغیب ملی، نتیجتاً کپاس کے نرخ تیزی سے گر گئے۔ انٹرنیشنل کاؤنٹن انڈوسٹری کمیٹی (آئی سی ای سی) کے تخمینے کے مطابق 2011-12ء میں کپاس کی عالمی پیداوار

8 فیصد بڑھے گی جو غالباً 2004-05ء کے کم ترین کے بعد سے بڑی فصل ہوگی۔ دریں اثنا بلوں میں کپاس کا استعمال خاصی سمت رفتار سے یعنی اندازاً 1.5 فیصد بڑھے گا۔

<sup>29</sup> یورپ کی قیمت میں تیزی سے اضافہ کپاس کے کاشت کاروں کو بری طرح متاثر کر رہا ہے۔

<sup>30</sup> نئے کارخانوں (مثلاً سینٹ، کھاد اور پیٹرولیم) کی تنصیب سے استعداد کے استعمال کا تناسب مزید گھٹ گیا۔



| جدول 2.5: پہلی اور دوسری ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں شعبہ وار نمو |            |                 |                  |                |
|---|------------|-----------------|------------------|----------------|
| فیصد  |            |                 |                  |                |
| صنعت  | تطبیقی وزن | پہلی ششماہی م س | دوسری ششماہی م س | پہلی ششماہی سے |
| بڑے پیمانے کی اشیا سازی، مجموعی   | 100        | -1.2            | 11ء              | فرق            |
| ان صنعتوں میں دوسری ششماہی میں نمایاں بہتری آئی                                   |            |                 |                  |                |
| ٹیکسٹائل  | 32.6       | -6.5            | 10.9             | 17.3           |
| غذا   | 19.1       | 3.2             | 14.0             | 10.9           |
| پتھر و لیم مصنوعات  | 7.0        | -8.3            | 4.1              | 12.4           |
| دوا سازی  | 6.7        | -1.1            | 8.9              | 10.0           |
| چمڑا  | 3.0        | 26.4            | 30.6             | 4.3            |
| ریڑ   | 0.4        | -9.0            | 7.2              | 16.2           |
| ان صنعتوں میں نسبتاً بہتری آئی  |            |                 |                  |                |
| غیر دھاتی معدنیات   | 5.6        | -10.4           | -6.5             | 3.9            |
| دھات  | 4.7        | -15.4           | -2.8             | 12.6           |
| لکڑی  | 0.0        | -10.3           | -2.6             | 7.7            |
| ان صنعتوں کی نمو میں خرابی آئی  |            |                 |                  |                |
| کیمیکل  | 6.4        | 2.8             | 0.9              | -1.9           |
| گاڑیاں  | 5.3        | 14.1            | 7.1              | -7.0           |
| کھاد  | 4.5        | 4.0             | -4.1             | -8.2           |
| برقی اشیا   | 3.3        | -5.6            | -30.1            | -24.5          |
| کاند اور گتہ  | 0.8        | 5.2             | -22.0            | -27.2          |
| انجینئرنگ   | 0.6        | 5.9             | -45.4            | -51.4          |
| ماخذ: وفاقی دفتر شماریات  |            |                 |                  |                |

### مستحکم نمو والی بعض صنعتیں

ان دشاویوں کے باوجود م س 11ء کی دوسری ششماہی میں جب سیلاب کے اثرات معدوم ہونا شروع ہوئے اور ربیع کی فصل میں مستحکم بحالی آئی تو بڑے پیمانے کی اشیا سازی بحال ہونے لگی (دیکھئے جدول 2.5)۔ دریں اثنا بیرونی محاذ کے بعض عوامل میں بہتری (ٹیکسٹائل کی بلند برآمدی طلب، اور پتھر و لیم مصنوعات کی ریفائننگ پر زائد منافع)، مارکیٹنگ کی بہتر حکمت عملی (خصوصاً فوڈ پروسیسنگ کی چھوٹی صنعتوں میں)، اور گندم کی پسائی اور صنعت دوا سازی میں معاون پالیسیوں نے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کو مدد دی۔

یہ بات دلچسپ ہے کہ زرعی خام مال پر انحصار کرنے والی صنعتوں کی کارکردگی سیلاب کے باوجود دوسری صنعتوں سے بہتر رہی۔ مثال کے طور پر دوسب سے بڑی صنعتوں ٹیکسٹائل اور فوڈ پروسیسنگ نے م س 11ء میں مستحکم نمو حاصل کی جبکہ گذشتہ دو برسوں سے ان کی نمونئی رہی تھی۔ کپڑے کی برآمدی طلب میں اضافہ ٹیکسٹائل میں نمو کا اہم سبب بنا۔<sup>31</sup>

جہاں تک فوڈ پروسیسنگ کی صنعت کا تعلق ہے، مون سون کی شدید بارشیں اس کے لیے رحمت ثابت ہوئیں کیونکہ شدید بارشوں کے بعد سیلاب سے گئے میں سکروز کی سطح بڑھ گئی، جبکہ سیلابی مٹی سے گندم کی فصل کو مدد ملی چنانچہ اضافی گندم سے پسائی بھی بڑھ گئی۔

مزید برآں، افغانستان کو گندم کی برآمدی اجازت سے چکی ماکان کے لیے مواقع بڑھ گئے، م س 11ء کے دوران بیسی گئی گندم کا تقریباً 16 فیصد حصہ افغانستان برآمد کیا گیا، جبکہ ایک برس قبل یہ تناسب ایک فیصد سے بھی کم تھا۔ اس کے علاوہ خام پام آئل کی درآمدی ڈیوٹی میں کمی سے تیل و گھی کے کارخانوں کو م س 11ء کی دوسری ششماہی میں عالمی نرخوں کے تیز رفتار اضافے کے باوجود منافع برقرار رکھنے میں مدد ملی۔

چائے اور سگریٹ کی فروخت میں اضافے کا بڑا سبب مارکیٹنگ کے اختراعی طریقے ہیں۔ کچھ عرصے سے ان صنعتوں کو غیر رسمی منڈی کی سخت مسابقت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا، اور دونوں اجناس پر بھاری ٹیکس بھی عائد تھے۔ غیر رسمی شعبے کی صنعتیں اور یہ اشیا اسمگل کرنے والے یہ ڈیوٹیاں ادا نہیں کرتے (جو کہ ان کی قیمت کی 20 فیصد سے زائد ہیں)، اس لیے ان کی قیمت رسمی شعبے کی اشیا کے مقابلے میں خاصی کم ہے۔ تاہم رسمی شعبے نے نئے برانڈز متعارف کراکے، تقسیم کاریٹ ورک، بہتر بنا کر، اور جارحانہ تشہیری مہم چلا کر بالآخر غیر رسمی شعبے کو پسپا کر دیا۔ اس سے نہ صرف حکومت کو محاصل اکٹھا کرنے میں مدد ملی ہے بلکہ دستاویزی کارروائی بھی بڑھ جاتی ہے۔

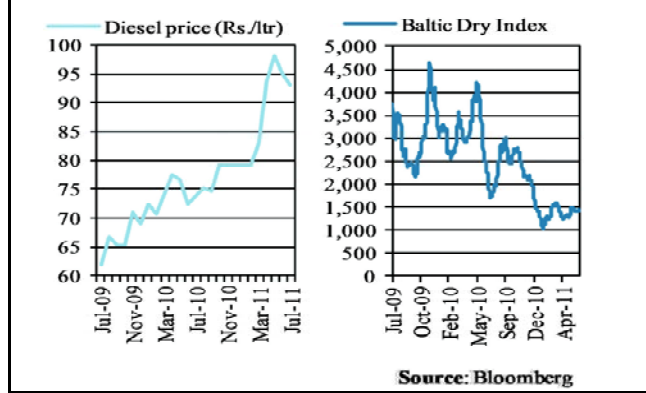
### مسابقت میں کمی سے دوسرے شعبے متاثر ہیں

برآمدی صنعتوں میں سے صرف ٹیکسٹائل اور برقی پنکھوں کی صنعتیں اپنے برآمدی حجم میں اضافہ کرنے میں کامیاب ہو سکیں، دوسری مثلاً دوا سازی، جوتے، سینٹ، اور سوڈا الیش صنعتوں کی برآمدی طلب گر گئی۔ بجلی کی مسلسل قلت اور اس کے نتیجے میں پیداواری استعداد سے کم سطح پر کام ہونے کی وجہ سے خاص طور پر بُنائی کی صنعت کی برآمدی صلاحیت متاثر

31 کپاس کی پیداوار کرنے کے باوجود ٹیکسٹائل سازوں نے اس سال بلند طلب کو پورا کرنے میں کامیابی حاصل کی اور درآمدات میں کوئی نمایاں اضافہ نہیں ہوا۔ ایسیا یوں ممکن ہوا کہ کپاس کے پہلے سے موجود ذخیرے دستیاب تھے اور دھاکہ کم مقدار میں برآمد کیا گیا (ٹیکسٹائل پر مزید تفصیلات کے لیے باب 9 دیکھئے)۔



شکل 2.3: بحری اور خشکی کے راستے مال برداری کی لاگت کے رجحانات



ہورہی ہے۔<sup>32</sup> دوسری صنعتوں کے معاملے میں نقل و حمل کی بلند لاگت سے برآمدات کی مسابقت کم ہورہی ہے۔ بھاری مقدار والی اشیاء مثلاً سیمنٹ اور سوڈا الیش کے معاملے میں یہ بات خاص طور پر درست ثابت ہو رہی ہے کیونکہ ان کی قدر بلحاظ وزن خاصی کم ہوتی ہے۔ اس سال بحری بار برداری کے عالمی اخراجات کم ترین حد تک آ جانے کے باوجود یہ اشیاء عالمی منڈی میں مسابقت کے قابل نہیں رہیں کیونکہ انہیں اندرون ملک فیکٹریوں سے بندرگاہوں تک پہنچانا ڈیزل کے بھاری نرخوں کے سبب ایک مہنگا سودا بن گیا جو ان کی منتقلی کی لاگت بڑھا دیتا ہے (دیکھئے شکل 2.3)۔ اس کے علاوہ پاکستان ریلوے بھی اندرون ملک سستا ذریعہ نقل و حمل فراہم نہ کر سکی۔

درآمدی مسابقت کی حامل صنعتوں کی کارکردگی ناقص رہی (دیکھئے جدول 2.6)۔ م س 11ء کے دوران چین سے (آزاد تجارتی معاہدے کے تحت مستثنیٰ قرار دی گئی) سستی مصنوعات ملکی منڈی میں آتی رہیں جس سے مسابقت بڑھ گئی۔ اس آزادانہ آمد سے خاص طور پر ربڑ، شیشہ، اور برقی پنکھے جیسی صنعتیں متاثر ہوئیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک طرف پاکستان کے برقی پنکھوں نے بیرون ملک منڈی میں اپنا حصہ بڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا، دوسری طرف خود ملکی منڈی میں درآمدی پنکھے تیزی سے اپنی جگہ بنا رہے ہیں۔

م س 09ء میں حال یہ تھا کہ ملک میں تیار ہونے والے پنکھے ملکی ضروریات کی 60 فیصد طلب پوری کرتے تھے، آج یہ تناسب 5 فیصد سے بھی کم رہ گیا ہے۔ ملکی طلب پوری کرنے والے 80 فیصد سے زائد پنکھے چینی ساختہ ہیں جو پاکستانی پنکھوں سے زیادہ سستے ہیں (دیکھئے جدول 2.7)۔

#### بعض صنعتیں نا انصافی کا شکار ہیں

صنعتوں کے لیے بحیثیت مجموعی اقتصادی حالات گزشتہ چند برسوں سے سازگار نہیں۔ مالیاتی کھاتوں کے مسلسل تناؤ کی بنا پر معمولی سے معاون اقدامات ہی کیے جاسکتے ہیں، جبکہ حاصل بڑھانے کے معاملے میں مایوسی میں اضافہ ہوا ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں ٹیکسیشن بڑھی ہے خاص طور پر ان صنعتوں میں جن کا مکمل آؤٹ کیا جاتا ہے، چنانچہ ان سے ٹیکس وصولیاں آسان بن جاتی ہیں (مثلاً پٹرولیم مصنوعات، کاریں، سیمنٹ، اور حال ہی میں الیکٹرانکس، کھاد، ٹریکٹر، اور درآمدی خام مال)۔ بعض اوقات ایسی پالیسیاں بنانے میں دقت نظر سے کام نہیں لیا جاتا اور بعد میں انہیں واپس لینا پڑتا ہے۔ اس کی نمایاں مثال مالی سال 09ء میں کاروں، اور مالی سال 11ء میں گھریلو برقی

| جدول 2.6: درآمدی مسابقت والی صنعتیں |            |         |       |         |         |
|-------------------------------------|------------|---------|-------|---------|---------|
| فیصد                                |            |         |       |         |         |
| ایڑا                                | تلفیقی وزن | پیداوار | درآمد | م س 10ء | م س 11ء |
| پٹرولیم مصنوعات                     | 6.97       | -7.7    | -2.3  | 24.7    | -15.2   |
| کھاد                                | 4.51       | 9.4     | 0.1   | 113.2   | -52.9   |
| کاریں*                              | 3.37       | 44.1    | 9.8   | 25.9    | 41.5    |
| مصنوعی رال                          | 2.55       | 1.3     | 2.9   | 27.4    | 25.3    |
| کاغ اور گتہ                         | 0.80       | 2.7     | -8.7  | -0.6    | 21.4    |
| فولاد کی مصنوعات                    | 0.60       | -11.0   | -5.4  | -2.9    | -24.2   |
| ٹائر ٹیوب                           | 0.40       | 24.6    | -0.8  | -7.7    | 61.8    |
| بس بڑک*                             | 0.19       | 7.1     | -18.5 | 18.2    | -32.5   |
| برقی پنکھے**                        | 0.18       | 24.7    | -10.2 | 25.7    | 59.2    |
| شیشے کی پلیٹیں/شیشے**               | 0.07       | -13.7   | -15.9 | -40.4   | 26.8    |
| بائیکل**                            | 0.06       | 6.5     | -23.4 | 176.1   | 112.8   |
| پلائی وڈ                            | 0.04       | -40.4   | -6.7  | -4.9    | 17.4    |

\* درآمدی نموڈالر میں قدر کی بنیاد پر تائی جاتی ہے۔

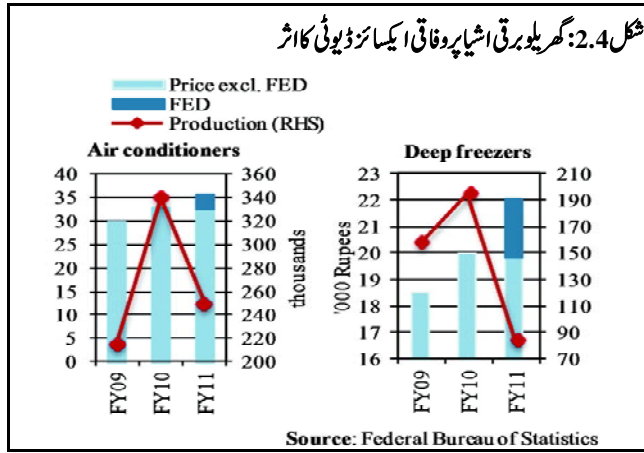
\*\* درآمدی نموڈالر میں تائی جاتی ہے، پنکھوں کے ایچ ایس کوڈز: 8415، شیشے کے ایچ ایس کوڈز: 7009-7003

ماخذ: وفاقی دفتر شماریات

| جدول 2.7: برقی پنکھوں کی درآمدی مسابقت زوروں پر |         |         |         |         |         |
|---|---------|---------|---------|---------|---------|
| جولائی تا مئی                                   |         |         |         |         |         |
| ممو   | م س 09ء | م س 10ء | م س 11ء | م س 10ء | م س 11ء |
| پیداوار   | 1,552   | 1,950   | 1,723   | 25.7    | -11.6   |
| درآمدات   | 245     | 308     | 491     | 25.7    | 59.2    |
| برآمدات   | 1,122   | 1,531   | 1,714   | 36.5    | 12.0    |

ماخذ: وفاقی دفتر شماریات

32 بجائی (یکپیڈز) کی بڑی فرموں نے کپڑے کی مستحکم عالمی طلب اور بلند اکائی قیمت والے دنوں میں کپڑے کی برآمد سے براہ راست متعلق ہونے کی بنا پر بہتر کارکردگی دکھائی، جبکہ بعض برآمد کنندگان کو بروقت ترسیل میں ناکامی کے خدشے کے تحت پیٹنگی آرڈرز کی بڑی تعداد منسوخ کرنی پڑی۔



مصنوعات پر ڈیوٹی عائد کرنے کا فیصلہ ہے، دونوں فیصلے ایک ہی سال بعد واپس لینے پڑے۔

میں 11ء کے میزانیے میں ڈیپ فریزر اور ایئر کنڈیشنر پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی عائد کی گئی جس سے صارفین کے لیے ان اشیاء کی قیمت بڑھ گئی، چنانچہ ان کی طلب گر گئی (دیکھئے شکل 2.4)۔ بد قسمتی یہ ہوئی کہ قیمتوں میں اس اضافے کے دوران صنعتی دھاتوں کے بین الاقوامی نرخوں کے ساتھ ساتھ خام مال کی درآمد پر دہولنگ ڈیوٹی بھی بڑھ گئی، چنانچہ ڈیپ فریزر اور ایئر کنڈیشنر کی پیداواری لاگت میں اضافہ ہو گیا۔ یہ اضافی لاگت اشیاء سازوں نے اپنا منافع گھٹا کر برداشت کی، صرف اس لیے کہ وہ گرتی طلب والے حالات میں اپنا کاروبار برقرار رکھنا چاہتے تھے۔ ان حالات میں مئی 12ء کے میزانیے میں یہ ڈیوٹی ہٹائی گئی جو صنعت کے مستقبل کے لیے اچھا ہوگا۔

پالیسی میں اس رد و بدل سے فوری نقصان تو رک سکتا ہے لیکن کاروباری ماحول میں جو بے یقینی پیدا ہوگی وہ اشیاء سازوں کو محتاط بنادے گی اور وہ طویل مدتی سرمایہ کاری سے ہچکچائیں گے۔ مئی 11ء کے دوران اشیاء سازی کے شعبے میں حقیقی سرمایہ کاری 32.1 فیصد گر کر 16 سال کی ٹخلی ترین سطح پر جا پہنچی۔ اسی طرح اشیاء سرمایہ کی پیداوار بھی متاثر ہوئی اور وہ 20.8 فیصد گر گئی۔

حکومت نے صنعتی شعبے سے کیے گئے بعض وعدے پورے کرنے کی بھی کوشش کی۔ ان وعدوں میں کھاد کے کارخانوں کو گیس فراہمی باضابطہ بنانا، ٹیکسٹائل اور فولاد کی جھٹیوں کو بجلی کی بلا تعطل فراہمی، گردش قرضے کے مسئلے کا حل (جس کے باعث شعبہ پیٹرولیم استعداد سے کم کام کرنے پر مجبور ہے)، اور تعمیرات کے سرکاری منصوبوں کی بحالی (جن میں تاخیر نے تعمیراتی سامان کی صنعتوں کی حالت مزید بگاڑ دی) شامل تھی۔

| جدول 2.8: شعبہ خدمات کی نمو میں حصہ |         |         |         |         |         |
|-------------------------------------|---------|---------|---------|---------|---------|
| فیصد                                |         |         |         |         |         |
| حصہ                                 |         | نمو     |         |         |         |
| مئی 11ء                             | مئی 10ء | مئی 11ء | مئی 10ء | مئی 11ء | مئی 10ء |
| 4.1                                 | 2.9     | 4.7     | 4.1     | 2.9     |         |
| خدمات میں نمو                       |         |         |         |         |         |
| 1.2                                 | 1.5     | 5.1     | 3.9     | 4.6     |         |
| تھوک اور خوردہ تجارت                |         |         |         |         |         |
| 0.2                                 | 0.5     | 4.6     | 1.3     | 2.8     |         |
| ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات   |         |         |         |         |         |
| -0.6                                | -1.2    | 3       | -6.3    | -11.3   |         |
| مالیات اور بیمہ                     |         |         |         |         |         |
| 0.1                                 | 0.2     | 3.6     | 1.8     | 3.5     |         |
| رہائش کی ملکیت                      |         |         |         |         |         |
| 1.5                                 | 0.3     | 5       | 13.2    | 2.5     |         |
| انتظام عام و دفاع                   |         |         |         |         |         |
| 1.6                                 | 1.7     | 5       | 7.1     | 7.8     |         |
| کیونٹی، سماجی و انفرادی خدمات       |         |         |         |         |         |
| دہ: ہدف                             |         |         |         |         |         |
| ماخذ: وفاقی دفتر شماریات            |         |         |         |         |         |

مستقبل میں نمو کے امکانات غیر یقینی معلوم ہوتے ہیں۔ معیشت بحالی کی راہ پر تاحال گا مزین نہیں ہو سکی ہے، خوشحالی کے زمانے میں 2003ء تا 2006ء کے دوران جو سرمایہ کاری شروع کی گئی تھی وہ توقع کے مطابق منافع نہیں دے رہی ہے، چنانچہ ان منصوبوں کو یا تو ملتوی کر دیا گیا ہے، جیسے فولاد (طوبی) اور پیٹرولیم ریفائننگ (بانکو)، یا پھر وہ خاصی بے یقینی کے عالم میں کام کر رہے ہیں، مثلاً کھاد اور سیمنٹ کے شعبے۔ اس تناظر میں مستقبل قریب میں صنعتی شعبے میں بڑی سرمایہ کاری کا امکان تلاش کرنا دشوار ہے۔

اس سب کے باوجود حکومت کاروباری شعبے کی بحالی کے لیے کوشاں ہے، اس سال ٹیکس پالیسیاں دوستانہ ہیں، مئی 12ء کے میزانیے میں سیمنٹ، مشروبات، الیکٹرانکس، اور کاروں پر ڈیوٹی کم کی گئی ہے، جبکہ سیلز ٹیکس ایک فیصدی درجہ کم کیا گیا ہے۔ تاہم خوردہ نرخوں میں بڑی کمی اب تک دکھائی نہیں دی ہے، یعنی ٹیکس میں کمی کا فائدہ صارفین کو نہیں پہنچایا گیا ہے، حالانکہ ایسا کیا جاتا تو طلب بڑھائی جاسکتی تھی۔ یہ رجحان برقرار رہنے سے، مئی 11ء کی طرح کارپوریٹ ٹیکس کی بڑھتی ہوئی لیکن پیداوار کے حقیقی حجم میں صرف معمولی نمو ہوگی۔

## 2.4 خدمات

اجناس کے پیداواری شعبوں کی نمو مئی 10ء میں 4.7 فیصد تھی جو مئی 11ء میں گر کر 0.5 فیصد رہ گئی، تاہم خدمات کے شعبے نے اقتصادی نمو کو خاصا سہارا دیا۔ خدمات معیشت کا

سب سے بڑا شعبہ ہے (اور جی ڈی پی میں جس کا حصہ نصف سے زائد ہے)، یہ شعبہ مجموعی نمو اور ملک کی ترقی پر مستحکم اثرات رکھتا ہے (دیکھئے باکس 2.3)۔ تاہم تفصیلی جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ جن عوامل نے اجناس کے پیداواری شعبوں کی کارکردگی میں رکاوٹ ڈالی ان ہی عوامل، یعنی بجلی کی قلت، گرانی کے بڑھتے ہوئے دباؤ وغیرہ، نے خدمات کے متعدد ذیلی شعبوں کی نمو کو بری طرح متاثر کیا، مثال کے طور پر تھوک اور خوردہ تجارت اور کاروبار۔ ان عوامل کے علاوہ شعبہ نقل و حمل (یعنی پاکستان ریلویز اور پی آئی اے) کی بگڑتی ہوئی مالی حالت نے م س 11ء کے دوران نمو کو گھٹا دیا۔ بظاہر م س 11ء کے دوران خدمات میں بحیثیت مجموعی ہونے والے اضافے ایک بارگی عوامل کا نتیجہ تھے، اور انہیں حقیقی اقتصادی سرگرمی میں بہتری کا عکاس نہیں سمجھا جاسکتا۔ مذکورہ عوامل، مثال کے طور پر سرکاری ملازمین کی تنخواہ میں نمایاں اضافہ، اور دہشت گردی کے خلاف جنگ سے وابستہ دفاعی اخراجات تھے۔<sup>33</sup>

خدمات میں حقیقی نمو م س 11ء کے سالانہ ہدف سے نہ صرف کم ہوئی بلکہ یہ صرف دو شعبوں، یعنی سرکاری انتظام و دفاع اور کمیونٹی، سماجی و ذاتی خدمات، میں مرکوز بھی رہی، یہ دو شعبے خدمات میں 75 فیصد سے زائد نمو کا باعث بنے (دیکھئے جدول 2.8)۔ م س 11ء کے دوران سرکاری انتظام و دفاع کی نمایاں کارکردگی کی وجہ سے سرکاری ملازمین کی تنخواہ میں بھاری بھر کم 50 فیصد اضافہ اور دفاع سے متعلق سرگرمیاں بڑھنا تھیں۔<sup>34</sup> جہاں تک کمیونٹی، سماجی و ذاتی خدمات کا تعلق ہے تو سیلاب کے بعد سماجی و امدادی سرگرمیوں نے دوران سال نمو

| جدول 2.9: جی ڈی پی کے شعبہ دار جزائے ترکیبی (فیصد) |         |        |         |  |
|--|---------|--------|---------|--|
| پاکستان  | بھارت   | امریکہ | برطانیہ |  |
| م س 11ء  | م س 11ء | 2009ء  | 2007ء   |  |
| 53.31 <sup>1</sup>                                 | 57.8    | 78.7   | 75.7    | خدمات                                    |
| 17.2   | 16.5    | 14     | 14.1    | تھوک اور خوردہ تجارت، ہوٹل اور ریسٹورانٹ |
| 10.0   | 10.5    | 5.7    | 6.9     | ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات        |
| 9.8*   | 17.4    | 33.6   | 31.8    | مالیات، بیمہ، جائیداد اور کاروباری خدمات |
| 13.6*  | 13.4    | 25.6   | 22.9    | کمیونٹی، سماجی اور انفرادی خدمات         |
| 46.7   | 42.2    | 21.2   | 24.3    | اجناس پیداوار کے شعبے                    |

1 مجموعی خدمات میں رہائش کی ملکیت کا 2.7 فیصدی درجے حصہ بھی شامل ہے۔  
\* جائیداد اور کاروباری خدمات کا حصہ کمیونٹی، سماجی اور انفرادی خدمات کے بجائے مالیات اور بیمہ خدمات میں شامل کیا گیا ہے تاکہ اسے بین الاقوامی ڈیٹا سے موازنے کے قابل بنایا جائے۔  
ماخذ: اداوی سی ڈی، آر پی آئی، ایف ایس بی

میں اہم کردار ادا کیا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ سیلاب نے مالیاتی خسارہ بڑھا کر، اجناس کے پیداواری شعبے کی کارکردگی گھٹا کر اور ملکی تجارتی سرگرمی سست کر کے مجموعی اقتصادی کارکردگی کو شدید طور پر متاثر کیا تاہم نتیجتاً بحالی کی سرگرمیوں نے م س 11ء کے دوران خدمات کو نوعطائی۔

فکری بات یہ ہے کہ پاکستان ریلویز کے بھاری خسارے اور شعبہ ٹیلی مواصلات کی کمزور پڑتی نفع یابی کے سبب ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات میں اضافہ قدر شدید متاثر رہا۔ اس نے م س 11ء کے دوران فضائی اور بذریعہ سڑک نقل و حمل کے شعبوں میں بہتری کو ماند کر دیا۔

م س 11ء مسلسل دوسرا سال تھا جب پاکستان ریلویز نے ملکی جی ڈی پی میں منفی قدر کا اضافہ کیا۔ عبوری اعداد و شمار کے مطابق مالی سال کے دوران ادارے کا آپریشنل خسارہ سال بسال 33 وفاقی دفتر شماریات قومی کھاتوں کے مختلف شعبوں کے بارے میں جداول چونکہ شائع نہیں کرتا اس لیے ذیلی شعبوں کی کارکردگی میں کارفرما عوامل کا تجزیہ مشکل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کمیونٹی، سماجی و انفرادی خدمات کے معاملے میں دفتر شماریات مختلف شعبوں مثلاً کاروبار، صحت، تعلیم، تفریح، جائیداد وغیرہ کے الگ الگ اضافہ قدر نہیں بتاتا۔ سرکاری اعداد و شمار میں اس غیر شفافیت سے صورتحال کی تعبیر مزید دشوار ہو جاتی ہے۔  
34 انتظام عامہ و دفاع کی طرف سے جی ڈی پی میں اضافہ قدر تمام سطحوں (وفاقی، صوبائی، اور ضلعی و تحصیل بلدیاتی انتظامیہ) کے سرکاری ملازمین کی معاوضوں اور تنخواہ وغیرہ پر مبنی ہے۔ اس کے علاوہ دفاع سے متعلق سرگرمیوں پر اخراجات بھی اس میں شامل ہیں۔

35 ماخذ: [http://www.worldbank.org/depweb/beyond/beyondco/beg\\_09.pdf](http://www.worldbank.org/depweb/beyond/beyondco/beg_09.pdf)

36 اس ذیلی شعبے میں کمپیوٹر، تعلیم، صحت، تفریح وغیرہ سے متعلق خدمات شامل ہیں۔

| جدول 2.10: ریلوے کی مالیات کا خلاصہ |         |         |         |         |       |
|-------------------------------------|---------|---------|---------|---------|-------|
| ارب روپے، نمونہ فیصد میں            |         |         |         |         |       |
| میں 11ء                             | میں 10ء | میں 09ء | میں 08ء | میں 07ء |       |
| آمدنی                               | 17.5    | 22.1    | 23.2    | 20.2    | 19    |
| نمو                                 | -20.7   | -4.6    | 14.6    | 6.7     | 3.8   |
| اخراجات                             | 41.1    | 36.8    | 36.7    | 27      | 24.8  |
| نمو                                 | 11.6    | 0.3     | 35.8    | 8.8     | 14.5  |
| جاری خسارہ                          | -23.6   | -14.7   | -13.5   | -6.8    | -5.9  |
| قرضے کی مجموعی ادائیگی              | 7.5     | 10.3    | 11.8    | 9.6     | 8.8   |
| خالص خسارہ                          | -31.1   | -25     | -25.3   | -16.4   | -14.7 |
| ت: عبوری                            |         |         |         |         |       |
| ماخذ: وزارت ریلویز                  |         |         |         |         |       |

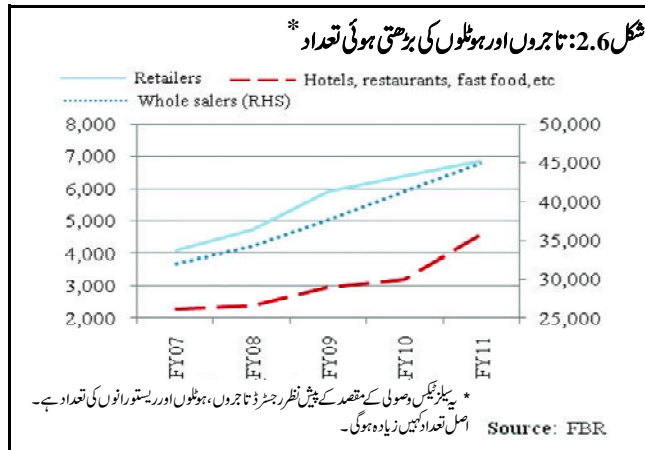
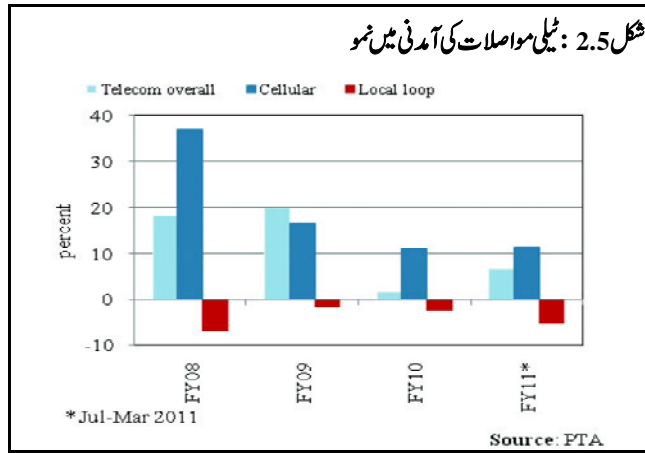
60.5 فیصد بڑھ گیا (دیکھئے جدول 2.10)۔ ریلوے کو اس حال تک پہنچانے والے اسباب گذشتہ برسوں کے دوران ناقص انتظام، بے روک ٹوک بدعنوانی، سیاسی مداخلت، اور انفراسٹرکچر کی رکاوٹیں ہیں جنہوں نے ادارے کے اخراجات کا نظام اور آمدنی کا حصول بری طرح متاثر کیا ہے (دیکھئے باکس 2.4)۔

اسی طرح پی آئی اے بھی مالیاتی بوجھ بڑھاتا چلا جا رہا ہے اور گذشتہ کئی برس سے نمایاں خسارے کا باعث بنا ہوا ہے۔ اس کی کارکردگی مایوس کن ہے۔ مقررہ معیاری پیمانوں سے ناپا جائے، مثلاً حاصل شدہ منافع فی طیارہ، دستیاب سیٹ کلو میٹر فی طیارہ،<sup>37</sup> اور مسافروں کی گنجائش کا استعمال<sup>38</sup> تو ادارے کی کارکردگی نمایاں طور پر ناقص ہے (دیکھئے باکس 2.5)۔ خسارے کے شکار ان سرکاری اداروں کی تنظیم نو میں نامناسب تاخیر ماضی کی کئی حکومتوں کی فاش غلطی رہی ہے۔ سخت مالیات کے موجودہ حالات میں اس مسئلے کا حل نہایت اہم ہے تاکہ خسارے کے شکار ان اداروں کی طرف سے عائد غیر ضروری مالیاتی بوجھ کم کیا جائے۔

علاوہ ازیں جی ڈی پی میں شعبہ ٹیلی مواصلات کا حصہ بھی مئی 11ء کے دوران کم ہوا۔ جارحانہ مسابقت کے حالات میں اپنی جگہ برقرار رکھنے کے لیے مارکیٹنگ کے بڑھتے ہوئے اخراجات برداشت کرنے ضروری ہیں اور ان اخراجات نے اس شعبے کی نفع یابی پر شدید اثر ڈالا ہے۔ جاری لاگتیں بڑھنے سے مئی 11ء کے دوران اس شعبے کی بحیثیت مجموعی آمدنی بھی زائل ہوتی دکھائی دی۔<sup>39</sup> نتیجتاً ٹیلی مواصلات کمپنیوں کا جاری منافع اور نفع کی شرح دونوں مئی 11ء کے دوران کم ہو گئے۔

شعبہ ٹیلی مواصلات میں سیلولر کمپنیوں کی آمدنی گذشتہ مسلسل تین سال سے کمی کے بعد مئی 11ء کے دوران کسی حد تک مستحکم ہوئی۔ ”اوسط آمدنی فی صارف“ (اے آر پی یو) میں اضافے کے علاوہ سیلولر صارفین کی مجموعی تعداد بڑھنا بھی اس بہتری کی ایک وجہ ہے (دیکھئے شکل 2.5)۔ تاہم لوکل لوپ پرووائڈرز کی آمدنی گزشتہ چند برس کی طرح کمی کا رجحان برقرار رہا۔

دریں اثنا پاکستان میں موبائل فون کی گنجائش بڑھتی جا رہی ہے اور اپریل 2011ء میں 64.8 فیصد تک پہنچ گئی جو جون 10ء میں 60.4 فیصد تھی۔ تاہم موبائل فون کا یہ پھیلاؤ پیشتر علاقائی ملکوں کی نسبت کم ہے، یعنی اس شعبے میں نمو کا امکان اب بھی روشن ہے۔<sup>40</sup> اس امکان کا فائدہ اٹھانے کے لیے انفراسٹرکچر میں اضافی سرمایہ



37 'دستیاب سیٹ کلو میٹر' (ASK) کسی ایئر لائن کی پرواز میں مسافرنشوں کی گنجائش ناپنے کا پیمانہ ہے۔ اسے دستیاب نشستوں کی تعداد کو پرواز کے کلو میٹر سے ضرب دے کر معلوم کیا جاتا ہے۔

38 کسی ایئر لائن میں مسافروں کی گنجائش کا استعمال پتھر لوڈ فیکٹر (PLF) سے جانچا جاتا ہے اور یہ دستیاب سیٹ کلو میٹر کے مقابلے میں مسافر کلو میٹر سے فیصد آمدنی ہے۔

39 مئی 11ء کے دوران شعبہ ٹیلی مواصلات کی آمدنی میں 6.7 فیصد کی سال ب سال نمو ہوئی، جبکہ مئی 10ء میں نمو محض 1.5 فیصد ہوئی تھی۔

40 موبائل فون کی گنجائش پاکستان میں 65 ہے، جبکہ ملائیشیا میں 106، سری لنکا میں 81 اور بھارت میں 70 ہے۔

کاری چاہیے تاکہ صارفین کی تعداد بڑھے۔ ٹیلی مواصلات کمپنیاں آمدنی بڑھانے کے لیے خدمات کا دائرہ وسیع کرنے پر زیادہ توجہ دے رہی ہیں۔ اس کے نتیجے میں مسابقت شدید ہوگئی ہے، چنانچہ مارکیٹنگ کی لاگت بہت زیادہ ہوچکی ہے اور سروس پرووائڈرز کا منافع گر رہا ہے۔ یہ رجحان برقرار رہنے سے منڈی کی سیرشدگی بڑھے گی اور نفع کی گنجائش مزید کم ہوگی۔ پس، نیٹ ورک کوریج نہ بڑھائی گئی تو شعبہ ٹیلی مواصلات کی نمونہ دگر کرنے کا خدشہ ہے۔

م 11ء میں مالیات و بیمہ شعبہ کا جی ڈی پی میں اضافہ قدر بھی کم ہو گیا۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کا نفع گزشتہ سال کی نسبت کم ہوا۔ تاہم اس سال بینکوں اور غیر بینک مالی وساطتی اداروں کی نفع یابی بڑھنے سے اس شعبے کے اضافہ قدر میں مزید بڑی کمی آئی۔ شعبہ بینکاری کی نفع یابی میں بہتری کی بنیادی وجہ بڑھتی ہوئی سودی آمدنی اور توہین کے کم اخراجات تھے۔<sup>41,42</sup> غیر بینک مالی وساطتی اداروں میں گزشتہ سال کی نسبت م 11ء میں اسٹاک مارکیٹ کی بہتر کارکردگی کی وجہ سے میوچل فنڈز، بہتر نفع یابی کا سبب بنے۔

تھوک اور خردہ تجارتی شعبہ، جو خدمات میں مجموعی اضافہ قدر کا 32 فیصد ہے، م 11ء کے دوران خدمات کی نمونہ اہم حصہ دار بنا۔<sup>43</sup> اجناس کے پیداواری شعبوں کی مایوس کن کارکردگی کے پیش نظر بظاہر درآمدات میں اضافے سے اس شعبے کی نمونہ ہوئی۔

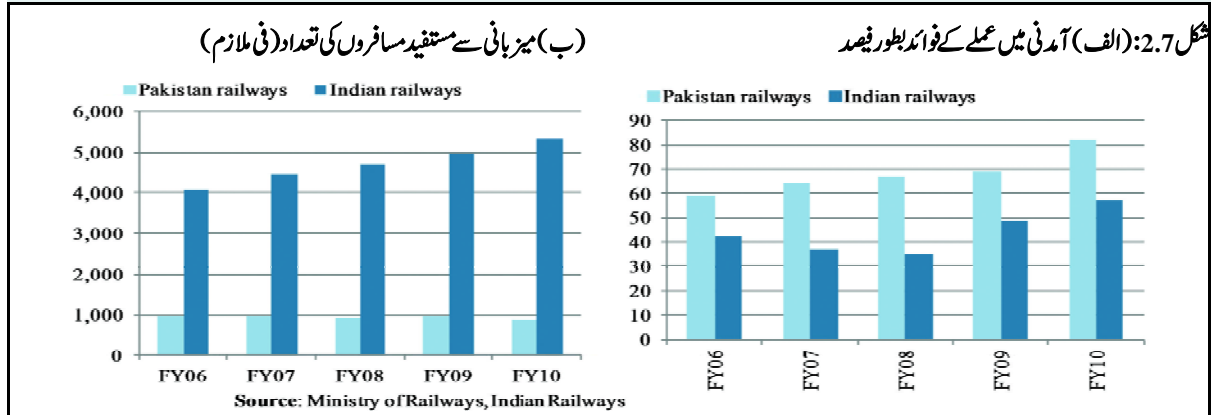
گزشتہ چند برس کے دوران خردہ اور تھوک فروشوں، ہوٹل اور ریسٹورانوں اور اس شعبے میں شامل دیگر چھوٹے کاروباری اداروں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوا ہے (دیکھئے شکل 2.6)۔ اس اضافے کا سبب عوام میں صرف کی عادات میں تبدیلی ہے جو گزشتہ چند برسوں کے دوران رواج پاگئی ہے اور جسے پروان چڑھانے میں غیر رسمی شعبے کے پھیلاؤ نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اگرچہ موجودہ اقتصادی مندی نے تھوک اور خردہ تجارتی شعبے کی نفع یابی کو شدید متاثر کیا ہے، ان کاروباروں کی طلب اور رسد دونوں میں اضافے کے پیش نظر اس شعبے میں نمونہ کی خاصی گنجائش ہے۔

ذیلی شعبوں میں کمزور نمونہ کا موجودہ سلسلہ مستقبل میں بھی جاری رہنے کا امکان ہے۔ اجناس کے پیداواری شعبوں کی مدد سے خردہ اور تھوک تجارت میں بہتری کی امید ہے، تاہم سرکاری انتظام و دفاع کے شعبے میں یک باگی اضافے کی غیر موجودگی میں ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے شعبوں کی کمزوریاں اس بہتری کو جزوی طور پر زائل کر دیں گی۔ پس، شعبہ خدمات کی بحیثیت مجموعی نمونہ م 12ء کا بھی سالانہ ہدف پورا نہیں کر سکے گی۔

#### پاکستان اور بھارت کی ریلویز کا موازنہ

پاکستان ریلویز کے اخراجات (معاوضے، تحواہیں، الاؤنسز، پنشن وغیرہ) میں گزشتہ چند برس سے متواتر دہرے ہند سے میں رہی ہے<sup>44</sup> جبکہ آمدنی م 10ء سے منفی نمونہ ہے۔

پاکستان ریلویز اور بھارتی ریلویز کا موازنہ چشم کشا ہے (دیکھئے شکل 2.7 الف، ب) پاکستان ریلویز کی 82 فیصد آمدنی عملے کی تنخواہوں اور دیگر سہولتوں پر خرچ ہو جاتی ہے، جبکہ بھارت کے معاملے میں یہ تناسب صرف 57 فیصد ہے۔ عملی کارکردگی کا بھی یہی معاملہ ہے، پاکستان ریلویز فی ملازم مسافروں کی خدمت کے تناسب میں بھارتی ریلویز سے خاصی پیچھے ہے۔



<sup>41</sup> اسٹیٹ بینک نے نومبر 2009ء میں توہین کے لیے قیمت فروخت لازم میں رعایت دے کر بینکوں کے لیے توہین کی شرائط لازم کر دیں۔

<sup>42</sup> بینکوں کی سودی آمدنی کا بڑا حصہ درحقیقت سرکاری تسکات پر لیے گئے سود پر مشتمل ہے۔

<sup>43</sup> تھوک اور خردہ تجارت میں اضافہ قدر میں م 11ء کے ہدف 5.6 فیصد کی نسبت 3.9 فیصد سال بسال نمودار ہوئی، جبکہ م 10ء کے دوران 4.6 فیصد کی سال بسال نمونہ تھی۔

<sup>44</sup> م 11ء کے دوران پاکستان ریلویز کی مالیت میں خرابی آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ گزشتہ تین سال سے یومیہ اجرت پر کام کرنے والے ملازمین کی بڑی تعداد کو مستفل کر دیا گیا، جبکہ م 11ء کے بجٹ کے تحت تنخواہوں اور اجرت میں اضافے پر عمل بھی کیا گیا۔



| جدول 2.11: پاکستان ریلویز کے انجنوں کی تعداد |         |         |                           |
|--|---------|---------|---------------------------|
| میں 11ء                                      | میں 10ء | میں 09ء |                           |
| 521  | 536     | 542     | مجموعی ملکیت              |
| 169  | 187     | 192     | مسافرانہ                  |
| 40   | 95      | 117     | مال برداری                |
| -  | 12      | 22      | مرمت                      |
| -  | -       | -       | خریداری                   |
| یاد دہانی: 1                                 |         |         |                           |
| 0.6  | 0.5     | 0.5     | مسافروں سے یافت (روپے)    |
| 1.6  | 1.4     | 1.2     | مال برداری سے یافت (روپے) |

ماخذ: پاکستان ریلویز ہیڈ کوارٹر

10 ارب روپے کی اضافی رقم دینے پر اتفاق کیا ہے، 47 تاہم ہمارے خیال میں ان عارضی اقدامات کی جگہ حکومت کو خسارے میں جانے والے سرکاری اداروں کی تیزی سے تنظیم نو پر توجہ کرنی چاہیے، اور اس مرحلے پر وسیع پیمانے پر اصلاحات متعارف کرائی جائیں۔ سب سے ضروری کام ریلوے بورڈ کی تنظیم نو ہے، نئی شعبے سے ارکان بورڈ میں لینے جائیں، قابل بحور سہنشل کی تیاری کے لیے عالمی سطح کی کسی معروف آڈٹ فرم کی خدمات لینے چاہئیں، رولنگ اسٹاک کے انتظام پر توجہ بڑھانی چاہیے اور پاکستان ریلویز کے ہمراہ شرکت پر آمادہ نئی سرمایہ کاروں کو ساتھ ملانا چاہیے خواہ یہ شرکاء انتظامی امور میں آنا چاہیں، خواہ آپریشنز میں یا خدمات (مثلاً مال برداری) کی مارکیٹنگ میں، وغیرہ۔ ان اقدامات کے ذریعے ادارے کی عملی کارگزاری بڑھانا ممکن ہے، مثال کے طور پر نفع دینے والے ریش اور اسٹیشنوں کی بندش، موجودہ رولنگ اسٹاک اور انجنوں کی بحالی، اور مارکیٹ کی حرکیات کے مطابق کرایوں میں ردوبدل، نیز حکومت ان غیر نفع بخش ریش کو زراعت فراہم کر سکتی ہے جنہیں وہ دور رس اہمیت کا حامل سمجھے۔ یہ اصلاحات نہ کی گئیں تو غالب امکان یہی ہے کہ ادارے کو دے جانے والے مالی وسائل تصرف بے جا کی نذر ہو جائیں گے۔ اس خدشے کو ڈیٹر جنرل آف پاکستان کی ریلویز کے حسابات برائے م 10ء پر رپورٹ سے تقویت ملتی ہے جو متعدد مالی بے قاعدگیوں کی نشان دہی کرتی ہے۔

| جدول 2.12: پی آئی کی مالیات کا خلاصہ |       |       |       |       |       |
|--------------------------------------|-------|-------|-------|-------|-------|
| ارب روپے، ہجری فیصد میں              |       |       |       |       |       |
| 2010ء                                | 2009ء | 2008ء | 2007ء | 2006ء |       |
| آمدنی                                | 107.5 | 94.6  | 88.9  | 70.5  | 70.6  |
| نمو                                  | 13.7  | 6.4   | 26.1  | -0.2  | 10.2  |
| جاری اخراجات                         | 106.8 | 98.6  | 120.5 | 76.4  | 79.2  |
| نمو                                  | 8.3   | -18.1 | 57.7  | -3.5  | 18.0  |
| ایڈجسٹ                               | 45.2  | 31.2  | 46.2  | 30.3  | 33.2  |
| غیر ایڈجسٹ                           | 61.6  | 67.4  | 74.3  | 46.1  | 46.0  |
| معاوضے اور تنخواہیں                  | 18.1  | 17.2  | 14.2  | 11.9  | 10.4  |
| زرمبادلہ کا خسارہ                    | 2.1   | 6.5   | 24.1  | 0.7   | 0.5   |
| جاری توازن                           | 0.7   | -4.1  | -31.6 | -5.9  | -8.6  |
| مالی لاگت                            | 9.3   | 9.2   | 8.4   | 7.1   | 4.8   |
| نفع/( نقصان) قبل از ٹیکس             | -8.6  | -12.4 | -40.0 | -13.1 | -13.2 |
| ٹیکس                                 | 1.1   | 1.4   | 3.8   | 0.3   | 0.5   |
| نفع/( نقصان) بعد از ٹیکس             | -20.8 | -4.9  | -36.1 | -13.4 | -12.8 |
| یاد دہانی: 2                         |       |       |       |       |       |
| ایڈجسٹ کی اوسط لاگت (ڈالر فی ریل)    | 79.9  | 62.5  | 90.1  | 72.4  | 67.1  |
| ماخذ: سالانہ رپورٹ پی آئی اے         |       |       |       |       |       |

گذشتہ چند برسوں کے دوران فعال انجنوں کی شدید کمی نے پاکستان ریلویز کی عملی کارکردگی کو بری طرح متاثر کیا ہے (دیکھئے جدول 2.11)۔ مسافروں کی طلب پوری کرنے کے لیے ادارے نے کچھ عرصے سے اپنی مال برداری کی سرگرمیوں میں نمایاں کمی کردی حالانکہ مال برداری نہایت نفع بخش تھی، چنانچہ م 10ء سے اس مد میں آمدنی تیزی سے کم ہوئی۔

ادارے کے حالات کچھ عرصے سے مالیاتی کھاتوں پر اضافی بوجھ ڈالنے کا سبب بن رہے ہیں۔ حکومت نے ریلویز کا خسارہ پورا کرنے کے لیے صرف م 10ء اور م 11ء کے دوران جو رقم فراہم کی ہیں وہ جی ڈی پی کے 0.2 فیصد کے مساوی ہیں۔ 45 واضح رہے کہ خامے اور ڈرافٹ کی وہ اضافی سہولت اس کے علاوہ ہے جو اسٹیٹ بینک نے پاکستان ریلویز کو فراہم کی ہے اور جس میں تعزیری شرح سود (penal interest rate) بھی شامل ہے۔ 46

حکومت نے پاکستان ریلویز کو موجودہ بحران سے نکلنے کے لیے م 12ء کی پہلی سہ ماہی میں تقریباً 10 ارب روپے کی اضافی رقم دینے پر اتفاق کیا ہے، 47 تاہم ہمارے خیال میں ان عارضی اقدامات کی جگہ حکومت کو خسارے میں جانے والے سرکاری اداروں کی تیزی سے تنظیم نو پر توجہ کرنی چاہیے، اور اس مرحلے پر وسیع پیمانے پر اصلاحات متعارف کرائی جائیں۔ سب سے ضروری کام ریلوے بورڈ کی تنظیم نو ہے، نئی شعبے سے ارکان بورڈ میں لینے جائیں، قابل بحور سہنشل کی تیاری کے لیے عالمی سطح کی کسی معروف آڈٹ فرم کی خدمات لینے چاہئیں، رولنگ اسٹاک کے انتظام پر توجہ بڑھانی چاہیے اور پاکستان ریلویز کے ہمراہ شرکت پر آمادہ نئی سرمایہ کاروں کو ساتھ ملانا چاہیے خواہ یہ شرکاء انتظامی امور میں آنا چاہیں، خواہ آپریشنز میں یا خدمات (مثلاً مال برداری) کی مارکیٹنگ میں، وغیرہ۔ ان اقدامات کے ذریعے ادارے کی عملی کارگزاری بڑھانا ممکن ہے، مثال کے طور پر نفع دینے والے ریش اور اسٹیشنوں کی بندش، موجودہ رولنگ اسٹاک اور انجنوں کی بحالی، اور مارکیٹ کی حرکیات کے مطابق کرایوں میں ردوبدل، نیز حکومت ان غیر نفع بخش ریش کو زراعت فراہم کر سکتی ہے جنہیں وہ دور رس اہمیت کا حامل سمجھے۔ یہ اصلاحات نہ کی گئیں تو غالب امکان یہی ہے کہ ادارے کو دے جانے والے مالی وسائل تصرف بے جا کی نذر ہو جائیں گے۔ اس خدشے کو ڈیٹر جنرل آف پاکستان کی ریلویز کے حسابات برائے م 10ء پر رپورٹ سے تقویت ملتی ہے جو متعدد مالی بے قاعدگیوں کی نشان دہی کرتی ہے۔

#### بکس 2.5: فضائی کمپنی کی صنعت

م 11ء کے دوران حقیقی پی ڈی پی میں شعبہ فضائی ٹرانسپورٹ کا اضافہ قدر 40.9 فیصد بڑھ گیا جبکہ م 10ء میں 0.4 فیصد کمی دیکھی گئی تھی۔ ان حالات میں جب ایڈجسٹ کی لاگت بڑھ رہی ہے، فضائی کمپنیوں کی نفع یابی میں اضافہ پیش رفت ہے، جو فضائی سفر کی بلند طلب کے سبب ممکن ہوا، اور یہ طلب تجارتی حجم میں بہتری، اور آمدنی بڑھانے کے لیے فضائی کرایوں میں بار بار اضافے کا نتیجہ ہے۔ اس مد کے تفصیلی اعداد و شمار اگرچہ دستیاب نہیں تاہم یہ مفروضہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اضافہ قدر بڑھانے میں پیشتر حصہ غیر ملکی فضائی کمپنیوں کا ہے کیونکہ م 11ء میں ملکی فضائی کمپنیوں کی نفع یابی میں مستحکم اضافہ نہیں دیکھا گیا۔

پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز کی بگڑتی ہوئی مالی صورتحال نے خود ادارے کی ادائیگی قرض کی صلاحیت کے لیے مہیب خطرات پیدا کر دیے ہیں (دیکھئے جدول 2.12)۔ دسمبر 2010ء کو ختم ہونے والے سال میں پی آئی اے کو نامیہ جاری منافع ملتا تھا تاہم اس بہتری کا حقیقی اثر معمولی سا تھا، اب ادارہ دیوالیہ پن کے دہانے پر ہے اور حکومت سے فوری مالی مدد کا طلب گار ہے۔ پی آئی اے کی مالی کارکردگی میں بہتری کے لیے لازمی ہے کہ ان بنیادی مسائل کی نشان دہی اور ان کی درستی کی جائے جو نفع یابی میں رکاوٹ ہیں۔ اس تناظر میں پی آئی اے کی کارکردگی کا بعض ایشیائی فضائی کمپنیوں (چینی سگا پور ایئر لائن، تھائی ایئر ویز، ایئر بینس، کیٹھ پیٹک) کے ساتھ موازنہ دلچسپ انکشافات کرتا ہے (دیکھئے شکل 2.8)۔

☆ ضرورت سے زائد عملہ پی آئی اے کے مالی مسائل کا بنیادی سبب ہے۔ فی طیارہ ملازمین کی تعداد کے لحاظ سے پی آئی اے دوسری ایئر لائنوں سے کہیں آگے ہے۔ مثال کے طور پر سگا پور ایئر لائن اور کیٹھ پیٹک کے فی طیارہ ملازمین کی تعداد 200 سے کم ہے، ایئر بینس اور تھائی ایئر ویز کے پاس 200 سے 300 کا تناسب ہے، جبکہ پی آئی اے کے پاس 450 سے زائد ملازمین فی طیارہ ہیں، جس سے زائد ضرورت عملے کا ثبوت ملتا ہے۔ نتیجتاً ایئر لائن کی جاری آمدنی کا نسبتاً بڑا حصہ ان ملازمین کی تنخواہوں کے اخراجات پر

45 م 11ء کے دوران اس ادارے کو دی گئی گرانٹ بجٹ کے سالانہ بڈف سے بھی 49.5 فیصد بڑھ گئی۔

46 پاکستان ریلویز اخراجات کی پیشگی رقم کی غرض سے اسٹیٹ بینک سے زیادہ سے زیادہ 4 ارب روپے ماکاری حاصل کر سکتی ہے۔ اس رقم پر سہ ماہی ٹی بل کی چھ ماہی اوسط کی شرح نافذ ہوگی۔ اور ڈرافٹ کی صورت میں ریلویز تعزیری شرح سود ادا کرنے کی پابند ہے جو مذکورہ شرح سے 4 فیصدی درجے زائد ہے۔ بحیثیت مجموعی ریلویز کی اخراجات کی پیشگی رقم 40 ارب ڈالر سے زائد نہیں ہو سکتی۔ تاہم ریلویز کو درپیش اشد مالی ضروریات کی بنا پر پورے مالی سال کے دوران اخراجات کی پیشگی رقم زیادہ سے زیادہ حد کے آس پاس رہی۔

47 کا بیبنیمٹی کے فیصلے کے مطابق (الف) انجنوں کی بحالی کے لیے ایک بینک کنسورٹیم کے ذریعے 6.1 ارب روپے فراہم کیے جائیں گے، (ب) م 12ء کے پی ایس ڈی پی کا ازسرنو جائزہ لے کر پٹریوں اور رولنگ اسٹاک کو بہتر بنانے کے لیے 4 ارب روپے دیے جائیں گے، اور (ج) ریلویز کو تیل کی مسلسل فراہمی کے لیے پاکستان اسٹیٹ آئل سے ریلویز کو ترسے کی حد بڑھا کر 12 ارب روپے کردی جائے گی۔

اٹھ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر 2009ء اور 2010ء کے دوران ادارے کی جاری آمدنی کا وسطاً 17.5 فیصد معاشوں اور تنخواہوں کے اخراجات پر صرف ہو گیا، جبکہ دوسری فضائی کمپنیوں کا یہ تناسب خاصا کم تھا۔

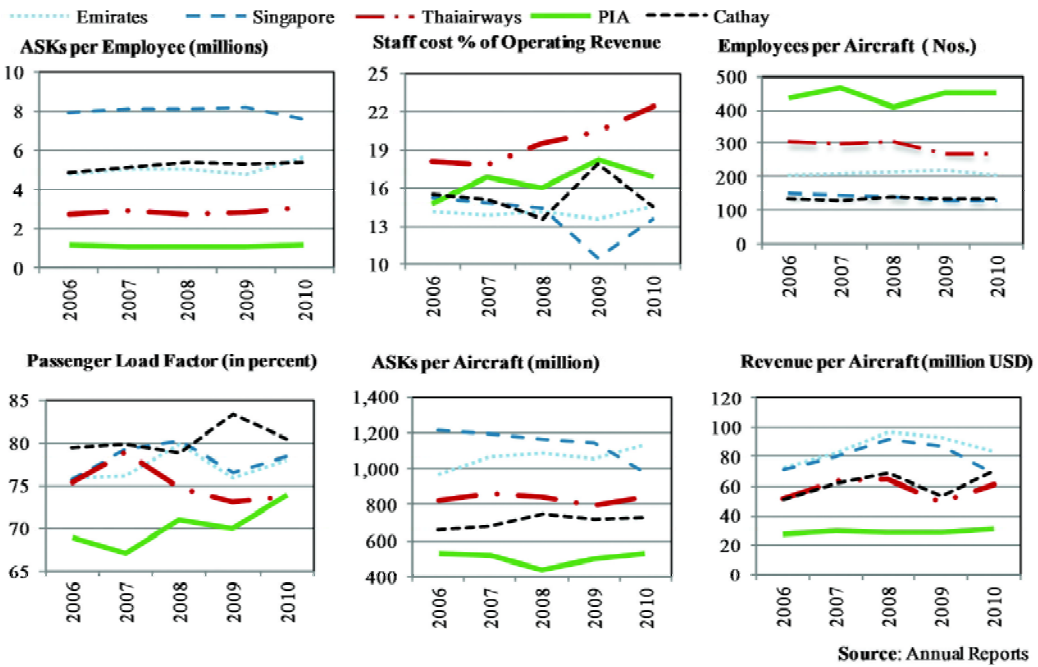
☆ اس کا سبب یہ ہے کہ عملے کے حجم کے لحاظ سے پی آئی اے کے رونیو آپریشنز خاصے محدود ہیں۔ پی آئی اے میں فی ملازم دستیاب نشست کلو میٹر (ASK) محض تقریباً ایک ملین بنتا ہے جبکہ دوسری ایئر لائنوں کا 3 سے 8 ملین ہے۔

☆ پی آئی اے کی عملی کارگزاری بھی محدود پروازوں کی بنا پر معمول سے خاصی کم ہے۔ اس کی فی طیارہ سالانہ آمدنی 30 ملین ڈالر سے کم ہے جبکہ دوسری فضائی کمپنیوں کی 50 ملین ڈالر سے خاصی زائد ہے۔ اس کی وجہ گنجائش سے کم مسافروں کا نشست سنبھالنا ہے جو کہ پی آئی اے میں 70 فیصد ہے، یہ تناسب عالمی معیار سے خاصا کم ہے۔ مثال کے طور پر سنگاپور ایئر لائنز پر بیش ایئر لائنز کا تقریباً 78 فیصد، اور کیتھ پیفک 80 فیصد ہے۔ اسی طرح پی آئی اے کی فی طیارہ دستیاب نشست کلو میٹر، تقریباً 500 ملین ہے جبکہ دوسری ایئر لائنوں کا 700 ملین سے خاصا زائد ہے۔

پی آئی اے کے مالی امور میں بہتری اس کی بہتر عملی کارگزاری پر منحصر ہے۔ اس مقصد کے لیے پروازوں میں توسیع، خسارے میں جانے والے روٹس کی بندش، اور عملے میں کمی کرنا ہوگی، ایسا کر کے ہی ایئر لائن کو نیٹ جاری لاگت میں کمی کا فائدہ پہنچایا جاسکتا ہے۔ عملے کی بھاری تعداد کی موجودگی سے پی آئی اے کی جاری لاگت بہت زیادہ بڑھ چکی ہے۔ چنانچہ جاری اخراجات پورے کرنے کے لیے فضائی کرائے بڑھانے گئے جس کی وجہ سے دوسری ایئر لائنوں کے مقابلے میں پی آئی اے کی مسابقت مزید کم ہو گئی۔ سیاسی بنیادوں پر بھرتیوں کی وجہ سے ادارے میں عملے کی تعداد نمایاں طور پر بڑھتی رہی ہے، تاہم اب صورتحال اتنی بدتر ہو چکی ہے کہ ادارہ مالی لحاظ سے تقریباً مفلوج ہے اور چھائی کے جرأت مندانہ اقدام اور عملی کارگزاری میں اضافے کیے بغیر اسے درست نہیں کیا جاسکتا۔

فی الوقت پی آئی اے کا رپوریشن اپنے تیار کردہ پانچ سالہ برنس پلان پر وزارت خزانہ کے ساتھ تنظیم نو کے ایک اور بندوبست پر بات چیت کر رہی ہے،<sup>48</sup> اس پلان میں ادارے کی نفع یابی بہتر بنانے کی غرض سے آمدنی بڑھانے اور لاگت گھٹانے کے متعدد اقدامات تجویز کیے گئے ہیں۔<sup>49</sup> تاہم پی آئی اے کا اولین مقصد کمند یو ایہ پن سے بچنا ہے جس کے لیے یہ طویل مدتی قرضوں کے اجرائے ثانی، یا ایکویٹی کے نئے اخوال کے لیے حکومت پاکستان سے مذاکرات کر رہی ہے۔ یہ دونوں ممکنہ راستے حکومت کے مالیاتی بوجھ میں اضافہ کریں گے جو پہلے ہی 11 ارب 11 کروڑ ڈی کی 0.02 فیصد ہے۔ اس مرحلے پر جبکہ حکومت کے مالیاتی وسائل انتہائی قلیل ہیں، بلند موقع لاگت کو دیکھتے ہوئے پی آئی اے کو کوئی بھی مالی مدد دینی کے ساتھ اس شرط پر دی جانی چاہیے کہ وہ نفع یابی بڑھانے کے لیے اپنے برنس پلان میں تجویز کردہ اقدامات پر مکمل عمل درآمد کرے گی۔

## شکل 2.8: پی آئی اے بمقابلہ بین الاقوامی ایئر لائنیں۔ اعداد و شمار



48 وزارت دفاع کی توثیق کے بعد برنس پلان پر فی الوقت وزارت خزانہ غور کر رہی ہے۔

49 آمدنی بڑھانے کے مجوزہ اہم اقدامات کے تحت ایئر لائن کی عملی استعداد بڑھانے کے لیے نئے طیاروں کا اضافہ ہوگا اور موجودہ فضائی بیڑے کا استعمال بڑھایا جائے گا، وغیرہ۔ لاگت گھٹانے کے اہم اقدامات مرمت کا عمل، انسانی وسائل، ایندھن اور خوراک کی لاگت کو درست کرنا اور غیر نفع بخش روٹس کی بندش ہیں۔